نجمِ دری

مس مارتھا روٹ

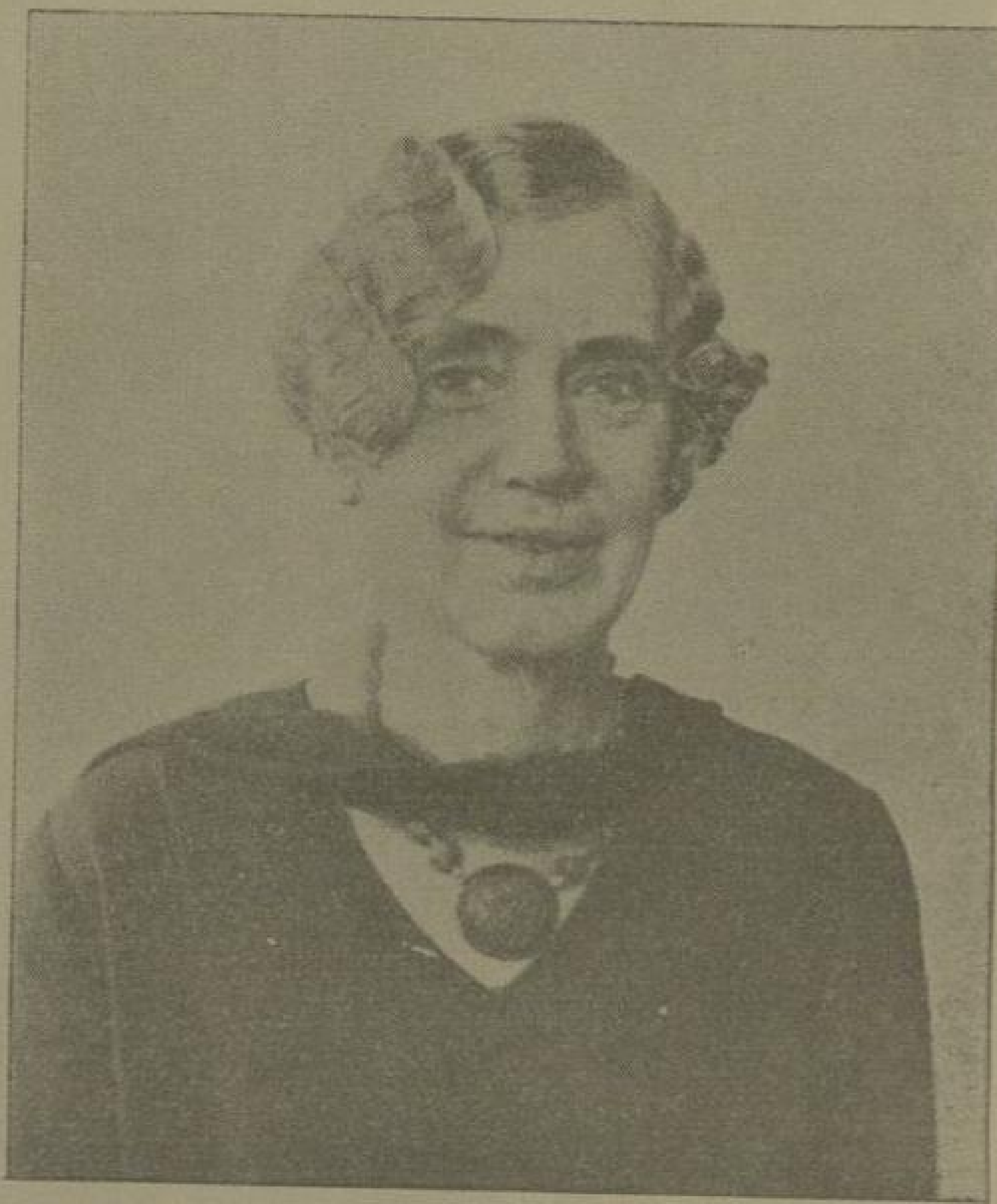
نجمِ دُرّی

افقِ انقطاع مِس مارتھا روٹ

سرزمین پاک وہند و برما میں مشہور امریکی خاتون مس
مارتھا روٹ کے تبلیغی سفر کے حالات و واقعات

جناب مکرّم اسفندیار بختیاری کی
فارسی یادداشت سے ماخوذ

ترجمہ:- صابر آفاقی



عکس فخر مبلغین و مبلغات امته الله المنقطعه
میس مارتا روت

پیش لفظ!

برصغیر پاک وہند کے احبائے الٰہی میں سے ایک نے ولی عزیز امر اللہ حضرت شوقی آفندی ارواحنا لآثار قلمہ الفدا کے نام اپنے ایک خط میں مشہور بہائی مبلّغہ حضرت مس مارتھا روٹ کی خدماتِ امری کا ذکر کیا تھا۔

اس خط کے جواب میں حضرتِ شوقی ربّانی نے فرمایا :—

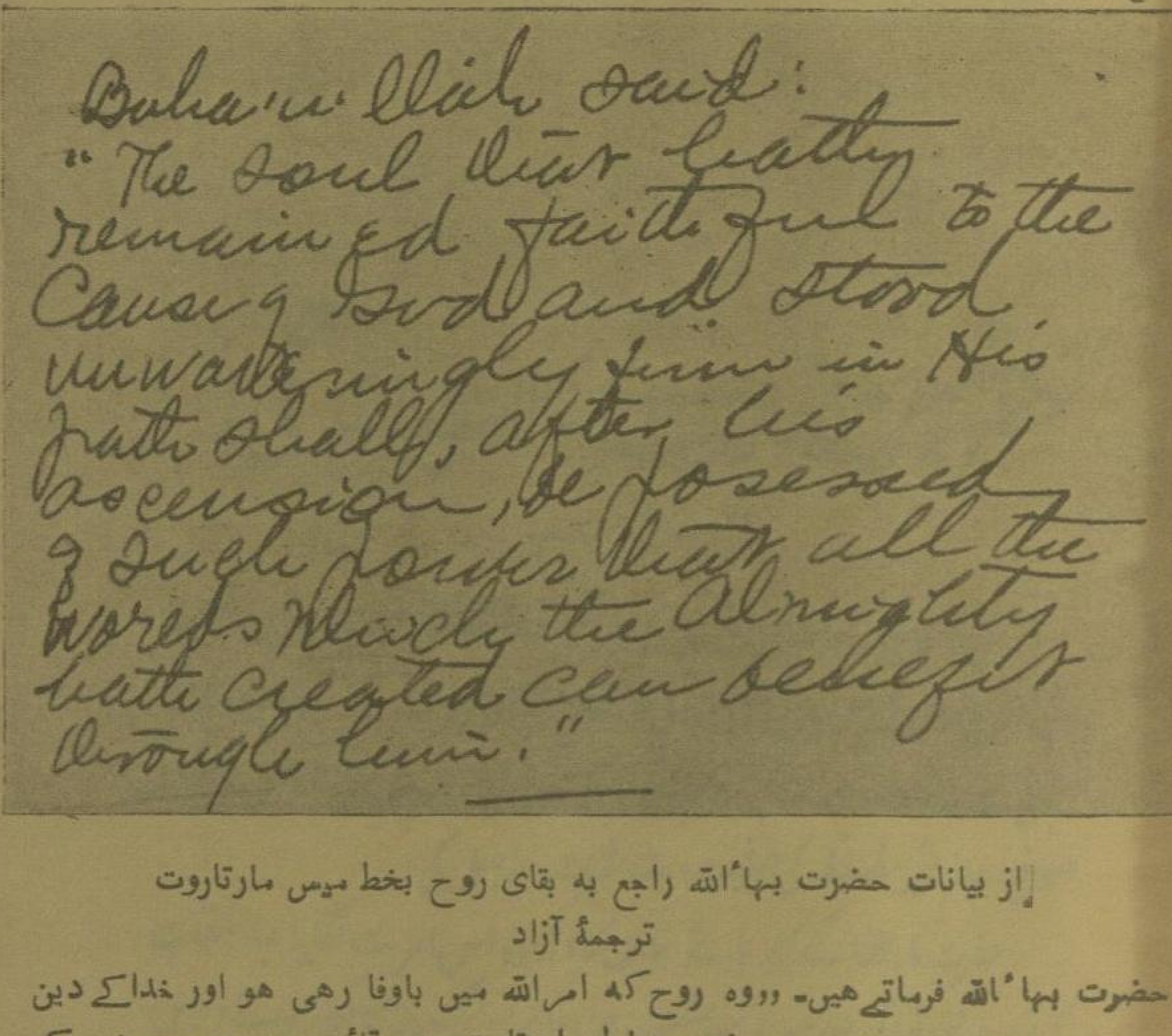
"وقت آگیا ہے کہ ھندوستان کے یارانِ الٰہی افقِ انقطاع کے اس نجمِ تاباں کے اعمال کی پیروی کریں اور کمال خلوص وجذب کے ساتھ امر ربّ الانام کے اعلان اور اس کے ترویج و استحکام کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔ چاہیئے کہ کام کرنے والے اس مثال پر کام کریں"

اس ارشادِ مبارک کے پیشِ نظر چند ماہ گذرے محفل مقدس روحانی ملّی بہائیان پاکستان نے مرحومہ کی کچھ خدماتِ امری کی تفصیلات کتابی صورت میں بقائی روح وامتہ اللہ المنقطعہ مس مارتھا روٹ کے نام سے چھاپ کر شائع کی تھیں،

اب حضرت ولی امراللہ کی بعض توقیعاتِ مبارکہ کا ترجمہ، اور برصغیر پاک و ہند میں مرحومہ کے سفرِ تبلیغی کی تفصیلات، جو انھوں نے خود تحریر فرمائی تھیں اور اخبار امری، میں چھپی تھیں، اور اُن کے ایک ہم سفر کی ڈائری سے جمع کر کے شائع کی جارہی ہیں جس نے کراچی سے رنگون تک اس برصغیر کے طول و عرض میں آپ کی ہم سفری کی سعادت حاصل کی تھی۔

اس سے مقصود یہ ہے کہ یارانِ الٰہی افقِ انقطاع کے اس نجمِ درخشاں کے اعمالِ تبلیغی سے واقفیت حاصل کر کے ارشادِ مبارک کے مطابق امرِ مبارک کی ترویج و تبلیغ اور استحکام میں حصّہ لے سکیں:

ہمّت بلند باش کہ مردانِ روزگار ؎
از ہمّتِ بلند بجائی رسیدہ اند


Baha'u'llah said:
"The soul that hath remained faithful to the Cause of God and stood unwaveringly firm in His Path shall, after his ascension, be possessed of such power that all the worlds which the Almighty hath created can benefit through him."

از بیانات حضرت بہاءاللہ راجع به بقای روح بخط میس مارتاروت

ترجمۂ آزاد

حضرت بہاءاللہ فرماتے ہیں۔ ''وہ روح کہ امراللہ میں باوفا رہی ہو اور خدا کے دین میں غیر متزلزل استقامت سے قائم رہی ہو صعود کے بعد ایسی قوتوں کی مالک بنتی ہے کہ جتنے بھی عوالم خدائے قدیر نے خلق فرمائے ہیں اس سے فیضیاب ہوسکتے ہیں''

حضرتِ مس مارتھا روٹ کے حالاتِ زندگی!

از:- مترجم

آپ امریکہ کے مقام اَھیو میں ۱۰ اگست ۱۸۷۲ء کو پیدا ہوئیں، تعلیم شیکاگو یونیورسٹی میں پائی، عملی زندگی کا آغاز اخبار نویسی سے ہوا۔ بعد میں ایک بہائی سے ملاقات ہونے پر دینِ بہائی کو قبول کیا، اور پوری دنیا میں بہائی مقرر، صحافی، عالم اور مُصنّفہ کی حیثیت سے شہرت حاصل کی،

حضرت مارتھا کے کارہائے نمایاں کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے دنیا کی چار سو یونیورسٹیوں میں، امرِ مبارک پر لیکچرز دیئے، اس کے علاوہ آپ نے دنیا کے بادشاہوں، شہزادوں، شہزادیوں، سیاست دانوں، شاعروں اور ادیبوں سے بھی ملاقاتیں کیں اور امرِ مبارک کا ابلاغ کیا؛

آپ نے سرزمینِ ایران کا بھی سفر کیا اور حضرت باب پر ایمان لانے کے جُرم میں شہید ہونے والی مشہور عالم شاعرہ حضرت قرۃ العین طاہرہ کے

حالات اور کلام جمع کیا۔ ۱۹۶۹ء میں آپ نے جنوبی امریکہ کے ہر مشہور شہر کا سفر کیا۔ آپ چونکہ ہسپانوی اور پرتگیزی زبان و ادب سے واقف نہیں تھیں، لہٰذا ترجمان کے ذریعے ہزاروں بندگانِ خدا تک ندائے الٰہی اور پیغام حضرت بہاء اللہ پہنچایا۔

آپ کی کوششوں سے برازیل کے بہائیوں نے پرتگالی زبان میں، سب سے پہلے امرِ مبارک پر ایک کتاب چھاپی اور شائع کی۔

یورپ اور ایشیا میں بھی ہزاروں اشخاص نے آپ کی زبان سے حضرت بہاء اللہ کا پیغام سُنا۔ مس مارتھا نے جمہوریہ چیکوسلواکیہ کے پہلے صدر تھامس مازریک سے ملاقات فرمائی اور موصوف کو امرِ مبارک کی تاریخ اور تعلیمات سے متعارف کیا۔ آپ نے جرمنی کے تبلیغی سفر کے دوران وہاں کے ٹرانسمٹر اسٹیشن سے ندائے الٰہی نشر فرمائی۔ اس کے بعد آپ روس تشریف لے گئیں اور جنرل فورال سے ملاقات کر کے حضرت بہاء اللہ کا پیغام سُنایا۔ آپ نے وارشو میں اسپرنٹو زبان کے موجد ڈاکٹر زامن ہوف کی دختر سے ملاقات کی اور کتاب بہاء اللہ و عصرِ جدید کا ترجمہ اس زبان میں کرایا۔

آپ نے آشنگ ہیو یونیورسٹی کے صدر (جنھوں نے بہت سی بہائی کتب کا چینی زبان میں ترجمہ کیا تھا) سے بھی ملاقات فرمائی۔ یوگوسلاویہ کے شہزادہ پال اور شہزادی اولگا سے بھی ملاقات کی۔ جاپان کے "ادارۂ مذاہب" کے صدر جناب نشوملے سے بھی آپ ملیں اور دینِ جدید سے واقف کیا۔

۱۹۲۶ء میں مس مارتھا نے رومانیہ کی ملکہ حضرت میری علیہا بہاء اللہ سے ملاقات کی۔ آپ کی تبلیغ سے ملکہ موصوفہ نے دینِ بہائی قبول کیا۔

اکتوبر ۱۹۳۳ء میں حضرت مارتھا نے ایڈریا نوپل کا سفر کیا آپ کا استقبال وہاں کے گورنر اور میئر نے کیا، حضرت مارتھا پُرنم آنکھوں سے ارضِ سر میں جناب مصطفےٰ بیگ سے ملیں، جو حضرت عبدالبہاء کے حضور رہا کرتے تھے، جناب مصطفےٰ بیگ نے حضرت عبدالبہاء کے باغات اور آپ کا مکان دکھایا اور آپ کی سخاوت و ہمدردی اور محبّت و شفقت کے واقعات سُنائے۔

۱۹۳۵ء میں حضرت مارتھا نے آئس لینڈ کا سفر کیا، یہاں کی ٹرانسمٹر اسٹیشن سے آپ کا پیغام ایک گھنٹہ تک نشر کیا جاتا رہا۔ یہاں کے اخبارات نے پہلی مرتبہ دینِ بہائی کی حقیقت، تاریخ اور تعلیمات کے بارے میں مضامین چھاپے۔

حضرت مارتھا نے برصغیر پاک وھند کا تین بار سفر کیا۔ ۱۹۱۵ء میں آپ نے صرف بمبئی اور رنگون کا سفر کیا۔ اس کے بعد ۱۹۳۰ء میں آپ نے کراچی سے رنگون تک کا سفر کیا۔ "نجمِ باختری" کے نام سے اسی دوسرے سفر کے واقعات دیئے گئے ہیں۔ اس سفر کے دوران آپ نے سر محمد اقبالؔ، سر شیخ عبدالقادر، مہاراجہ پٹیالہ، خواجہ حسن نظامی، مسز سروجنی نائیڈو وغیرہم سے ملاقاتیں کیں اور کلمۂ حق کا ابلاغ کیا،

۱۹۳۸ء میں آپ نے کراچی اور حیدرآباد سندھ کا دورہ کیا۔ اس

کے علاوہ آپ نے بمبئی سے منڈلے اور سرینگر سے کولمبو تک کا تبلیغی سفر کیا۔

کراچی میں آپ نے بہائیان ہند و برما کی دسویں کنونشن میں شرکت فرمائی

کراچی میں آپ کا قیام تین ماہ رہا۔ انھیں دنوں آپ نے اپنی کتاب "طاہرہ دی پوئیٹ" چھپوائی۔ آپ نے بہائیان ہند و برما کے پہلے سمر اسکول منعقدہ شملہ (۱۹ تا ۳۰ ستمبر ۱۹۳۸ء) میں بھی شرکت کی۔

حضرت مارتھا نے پشاور، راولپنڈی، گجرات، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، لاہور، امرتسر، جالندھر، لدھیانہ، دھلی، پٹیالہ، علی گڈھ، لکھنؤ، الہ آباد، بنارس اور پٹنہ کا سفر کیا اور مختلف کالجوں اور یونی ورسٹیوں میں جا کر حضرت بہاء اللہ کا پیغام سنایا۔

ہنگری کے پایۂ تخت بوڈاپشٹ کے سفر کے علاوہ آپ نے البانیہ کے بادشاہ سے بھی ملاقات کی، آپ دوبار قسطنطنیہ گئیں اور کئی یونی ورسٹیوں میں لیکچر دئے، ترکی کے وزیر امور خارجہ سے بھی ملیں وہاں سے بالسیک کو روانہ ہوئیں اور چوتھی بار ملکۂ رومانیہ سے ملیں، پھر روڈس، قبرص اور بیروت سے ہوتی ہوئی مصر گئیں اور ولی عہد شہزادہ محمد علی پاشا سے ملاقات کی، پھر شاہ فلسطین کو نئے ظہور کی بشارت سنائی ——————— بعد میں آپ حیفا تشریف لے گئیں اور حضرت شوقی ربانی کے حضور مشرف ہوئیں۔ مقام اعلیٰ کے پڑوس میں ایک ماہ قیام کیا۔ یہاں سے آپ مشرقِ اقصیٰ کو روانہ ہوئیں پہلے دمشق پھر بغداد پہونچیں، یورپ میں آپ نے تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے قیام کیا اور تخفیف اسلحہ کی انجمن سے وابستہ رہ کر اس کے اراکین

کو مشورے دیتی رہیں، پچاس سے زیادہ ممالک کے نمائندوں سے ملاقات فرمائی۔ مشرقی یورپ میں آپ دو سال سکونت پذیر رہیں پھر فرانسیسی زبان میں حضرت باب کے حالاتِ زندگی لکھنے والے مؤرخ جناب میسیو نیکلا سے ملاقات کی، علاوہ ازیں ھنگری، یونانی، چیکوسلواکی، زبانوں میں آپ نے بہاءاللہ و عصرِ جدید، ایقان، کلماتِ مکنونہ وغیرہم کے تراجم چھپوائے، بعد میں آپ ایران تشریف لے گئیں۔ مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کی اور عکس لئے ۲۸ ستمبر ۱۹۳۹ء میں امریکہ جاتے ہوئے ہنولولو میں صعود فرمایا۔

ہرگز نمیرد آنکه دلش زندہ شد بہ عشق

آقای بختیاری کی ڈائری کے

چند اوراق

۵؍ جون ۱۹۳۰ء

محفلِ مقدس روحانی بلی کے صدر جناب نرائن راؤ وکیل نے سورت سے بندہ (اسفندیار بختیاری — راقم الحروف) کو کراچی خط لکھا کہ محترمہ مس مارتھا روٹ بمبئی تشریف لائی ہیں.

پھر جناب وکیل نے بندہ کے نام کراچی ٹیلیگرام بھیجا کہ مس مارتھا روٹ صبح سورت سے ٹرین کے ذریعے کراچی روانہ ہوں گی اور وہاں ایک ہفتہ قیام فرمائیں گی.

۱۳؍ جون ۱۹۳۰ء

مس مارتھا روٹ کراچی میں وارد ہوئیں اور صدر میں ریلوے اسٹیشن کے قریب "گلرنی ہوٹل" میں کمرے کر قیام فرمایا۔



امته‌الله میس مارتاروت با اعضای محفل روحانی کراچی ۱۹۳۸

۱۴ جون ۱۹۳۰ء

مس مارتھا روٹ نے بندر روڈ میں تھیاسفی سوسائٹی کے ہال میں تقریر فرمائی، ہال سامعین سے کھچاکھچ بھرا ہوا تھا۔ محترمہ مارتھا روٹ نے حضرت قرۃ العین طاہرہ کے اشعار کا مجموعہ بندہ کو دیا اور فرمایا کہ اس مجموعے کو "تحفۂ طاہرہ" کے نام سے چھپا جائے، کیونکہ تبلیغی سفر کے دوران اکثر لوگ اس مجموعے کا مطالبہ کرتے رہتے ہیں، چونکہ ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں جانے کی وجہ سے اِن اشعار میں اشتباہ پیدا ہونے یا مسودہ ہی کے گم ہو جانیکا امکان تھا، اس لئے بندہ نے اِن اشعار کو ایک ہزار کی تعداد میں مجموعے کی صورت میں چھپوایا اور مس مارتھا روٹ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اس مطبوعہ مجموعے کے چند نسخے اور وہ مسودہ جو آپ ایران سے ساتھ لائی تھیں، بندہ کو عنایت فرمایا

آج مس مارتھا روٹ نے احباب سے، واقف کاروں سے، اور محبانِ امراللہ اور مبتدیوں سے ملاقات فرمائی اور اپنے تبلیغی اسفار بیان فرمائے، اس محفل میں حاتم علوی بھی موجود تھے۔

۱۶ جون ۱۹۳۰ء

مس مارتھا روٹ حظیرۃ القدس کی زمین میں جسے احباب "باغِ شوقی" کے نام سے پکارتے تھے، تشریف لے گئیں اور کراچی کے احبای الٰہی جن کی تعداد گیارہ تھی۔ آپ کی ملاقات سے مفتخر ہوئے

۱۷ جون ۱۹۳۰ء

مس مارتھا روٹ نے کراچی اکیڈمی سکول، میں طلبہ اور اساتذہ

سے خطاب فرمایا، سامعین بہت مسرور ہوئے۔ امرِ مبارک کے ایک ہندو محب نے بتایا کہ یورپ کے سفر میں اُس نے بحری جہاز میں حضرت عبدالبہاء سے زیارت کی سعادت حاصل کی تھی اور وجودِ مبارک نے نہایت شفقت و مرحمت فرمائی تھی

۱۸ جون سنہ ۱۹۳۰ء

مس مارتھا روٹ نے ہوٹل کے علاوہ احباب کی قیام گاہوں میں بھی اُن سے ملاقات فرمائی اور مبتدیوں سے امرِ مبارک پر گفتگو فرمائی

عصر کے وقت "کترک ہال" میں پارسیوں کے اجتماع سے خطاب فرمایا خطاب کے بعد کتاب "بہاء اللہ و عصرِ جدید" اور کتاب "مفاوضات" کا ترجمہ پارسیوں کی لائبریری کو بطورِ تحفہ عنایت فرمایا۔

۱۹ جون سنہ ۱۹۳۰ء

مس مارتھا روٹ، بندہ کی ہمراہی میں پارسیوں کے پیشوا سے ملاقات کرنے کی غرض سے تشریف لے گئیں اور وہاں تعلیمات امراللہ کا ابلاغ کیا اور عصر کے وقت پھر تھیاسفی ہال میں اپنے سفرہائے تبلیغی کی تفصیل سنائی اور دنیا میں امراللہ کی ترقی پر گفتگو فرمائی:

امۃ اللہ المنقطعہ، مس مارتھا روٹ کراچی میں سب سے زیادہ جناب جمشید نسروانجی مہتہ کے اخلاق و اقدامات سے مسرور ہوئیں۔ انجمن تھیاسفی میں، کلارنی ہوٹل میں اور خود موصوف کے گھر پر مس روٹ نے کئی ملاقاتیں کیں اور تعلیماتِ مبارکہ اور دینِ بہائی کے فلسفہ پر گفتگو فرمائی اور کتبِ امری عنایت فرمائیں:

جناب جمشید مہتہ جو کراچی کے مشہور متمول پارسی تھے اور کراچی میں انجمن تھیاسفی کے بانی تھے ہر ہفتہ میں، ہفتہ کے روز تھیاسفی ہال میں کلاس یا خطاب کے طور پر عقائدِ تھیاسفی کی تشریح کیا کرتے تھے، اور ضمناً دوسرے پیغمبروں کی پاکیزہ تعلیمات کی تعریف بھی فرمایا کرتے، تعلیمات حضرت بہاء اللہ اور مشکلاتِ اقتصادی کے حل کے سلسلے میں حضرت عبدالبہاء کے بیانات مبارکہ کا ذکر کیا کرتے، اور چار ورق کا پمفلٹ "بلوبرڈ" کے نام سے چھاپ کر خطاب کے بعد "تھیاسفی ہال" میں تقسیم فرماتے،

جناب جمشید مہتہ اس سے قبل تعلیماتِ مبارکہ کی تفصیل مرحوم پروفیسر میرزا محمد رضا شیرازی سے سن چکے تھے، مرحوم شیرازی ۱۹۰۸ء میں بوشہر سے تحصیلِ علم کے لئے کراچی تشریف لائے تھے اور ایم۔اے کرنے کے بعد دینِ بہائی کو قبول کیا تھا اور سندھ کالج میں پروفیسر تعینات ہوئے تھے، اور ۱۹۳۵ء میں حیدر آباد میں صعود فرمایا۔ آپ کا مزارِ منوّر حیدر آباد کے گلستانِ جاوید میں ہے، جناب جمشید مہتہ مرحوم پروفیسر شیرازی کے اخلاق و اطوار کی بہت تعریف کیا کرتے تھے،

امتہ اللہ مس مارتھا روٹ نے ہندوستان سے احبابِ امریکہ کی خدمت میں بھیجے گئے ایک خط میں، اور کتاب عالمِ بہائی کی جلد چہارم میں جناب جمشید مہتہ سے ملاقات اور امر اللہ کے بارے میں اُن کے عقیدہ کا حال تحریر فرمایا ہے:-

۲۰ - جون ۱۹۳۰ء

آج مس مارتھا روٹ سفر کی تیاری میں مصروف رہیں، عصر کے وقت بندہ کی قیام گاہ پر چائے نوش فرمائی اور احباب سے رخصت لی، رات کے دس بجے بندہ کی معیت میں ٹرین سے لاہور روانہ ہوئیں

۲۱ ؍ جون ۱۹۳۰ء

مس مارتھا روٹ واردِ لاہور ہوئیں، پروفیسر پریتم سنگھ سے ملاقات فرمائی اور "نائیٹڈ ہوٹل" میں قیام فرمایا۔

۲۲ ؍ جون ۱۹۳۰ء

صبح کو مس مارتھا روٹ نے برہمو سماج میں خطاب فرمایا، جناب پروفیسر پریتم سنگھ نے ترجمانی فرمائی، عصر کے وقت پروفیسر پریتم سنگھ اور بندہ کی ہمراہی میں ہندوستان کے معروف شاعر جناب سر محمد اقبال سے ملاقات فرمائی، مس مارتھا روٹ نے امر اللہ کا مکمل ابلاغ کیا جناب اقبال نے دینِ اسلام پر اطمینان کا اظہار کیا اور کتاب "فلسفۂ اسلام" تقدیم کی، مس مارتھا روٹ نے کمالِ ادب سے کتاب لی، اور کتاب بہاءاللہ و عصر جدید جناب اقبال کو تقدیم کی اور طے پایا کہ ان کتابوں کے مطالعہ کے بعد آئندہ ملاقات میں اپنی اپنی رائے کا اظہار کریں گے،

۲۳ ؍ جون ۱۹۳۰ء

صبح کو مس مارتھا روٹ بندہ کی ہمراہی میں، مرحوم کیخسرو اسفندیار لاوری کے مزار پر گئیں، جو تقریباً تیس سال پہلے جبکہ مسٹر اسپراک اور ایک دوسرے بہائی مبلّغ امریکہ سے تبلیغ امر اللہ کی غرض سے ھندوستان تشریف لائے تھے اور لاہور میں مبتلائے وبا ہو کر قریب الموت ہونے پر بمبئی اطلاع دی تھی کہ کوئی بہائی ان کی تیمارداری کے لئے آئے مرحوم کیخسرو اسفندیار لاوری نے اپنی خدمات پیش کیں کہ وہ لاہور آکر مریضوں کی خدمت انجام دیں گے۔

چنانچہ لاہور آکر مبلّغین کو مرض سے نجات دلائی اور خود مرض مہلک میں مبتلا ہو کر صعود فرمایا اور مرحوم کو مسلمانوں کے قبرستان واقع مزنگ میں دفن کیا گیا۔ اب کسی کو یہ قبر معلوم نہیں تھی۔ اس سے پہلے کے سفر میں بندہ نے پروفیسر پریتم سنگھ سے پوچھا تھا۔ آپ نے فرمایا: سُنا ہے وہ برادرِ روحانی مزنگ کے قبرستان میں دفن ہوئے تھے مگر قبر تا ہنوز دیکھی نہیں،

لہٰذا جا کر قبرستان کے گورکن سے جس کا نام چراغ دین تھا، دریافت کیا گیا۔ اُس نے کہا "ہاں وَبا کے دنوں میں ایک شخص فوت ہوا تھا۔ بمبئی سے لوگوں نے آکر اُسے دفن کیا تھا"، چونکہ بندہ نے پہلے بھی یہ واقعہ احبابِ بمبئی سے سُنا تھا، بندہ سمجھا کہ بوڑھا گورکن صحیح کہہ رہا ہے چنانچہ ساتھ آکر اُس نے قبر کا نشان بتایا اور انعام وصول کیا۔

اس کے بعد ایک شیرازی شیعہ مرزا عباس نامی جو اُن دنوں

لاہور میں نگینے بیچا کرتے تھے اور پروفیسر پریتم سنگھ کی مدد سے بندہ نے سنگ تراش سے سفارش کی کہ لوحِ مزار تیار کیا جائے، چنانچہ لوحِ مزار پر ذیل کی عبارت کندہ کردائی اور لوحِ قبر پر نصب کی:

"ھُوالبَاقی"

"حضرت کیخسرو بملکوت ابہیٰ صعود نمود"

مس مارتھا روٹ نے حاضر ہو کر مناجات پڑھی اور دعائے مغفرت کی اور مزارِ مبارک کا فوٹو بھی لیا گیا، پوشیدہ نہ رہے کہ گلستانِ جاوید کے لئے بلدیۂ لاہور سے زمین حاصل کرنے کے بعد مرحوم کی ہڈیاں (بقایا) اُن کے فرزند فریبُرز کی ہمّت سے گلستانِ جاوید میں منتقل کی گئیں، تقریباً ۳۰ سال کے بعد،

دوپہر کے بعد مس مارتھا روٹ نے بندہ اور پروفیسر پریتم سنگھ کی ہمراہی میں سر عبدالقادر سے جو مشہور ادیب اور جج تھے ملاقات کی، مرحوم نے مس مارتھا روٹ سے پیام امراللہ سننے کے بعد بہت تعریف کی کیونکہ آپ امرِ مبارک کے بارے میں پروفیسر پریتم سنگھ سے پہلے بھی سُن چکے تھے،

اس کے بعد لالہ ایشرداس کے گھر گئے، آپ رجسٹرار کے آفس میں سپرنٹنڈنٹ تھے، آپ ملاقات کر کے بہت خوش ہوئے اور چند دوسرے دوستوں سے تعارف کرایا اور ضیافت کی،

غروبِ آفتاب کے بعد مس مارتھا روٹ، برہمو سماج کے مندر میں تشریف

لے گئیں، اور تاریخ اور تعلیمات امراللہ پر مفصل خطاب فرمایا، جلسہ کی صدارت جناب بنرجی نے فرمائی، اور خطاب کے اختتام پر آپ نے کہا کہ اگرچہ اُسی دن اُن کا دس سالہ بیٹا آزادی خواہوں کے ہاتھوں مارا گیا، اور وہ صدارت کے قابل نہیں تھے لیکن اس کے باوجود شریکِ جلسہ ہوئے اور اس جلسہ میں شرکت سے اُن کا غم ہلکا ہوا ہے کیونکہ یہ محفل سراسر رُوحانی تھی،

۲۴ جون ۱۹۳۰ء

صبح وعدہ کے مُطابق مس مارتھا روٹ سر محمد اقبال سے ملنے کے لئے تشریف لے گئیں، بندہ اور پروفیسر پریتم سنگھ آپ کے ہمراہ تھے، پہلی ملاقات سے زیادہ جناب اقبال نے مس مارتھا روٹ کی عزّت کی اور احترام سے پیش آئے اور کتاب بہاء اللہ و عصرِ جدید، اور تحفۂ طاہرہ جو مس مارتھا روٹ نے جنابِ اقبال کو دی تھی، پڑھ کر اظہارِ خوشنودی کیا، جنابِ اقبال نے اثنائے گفتگو میں یہ بھی فرمایا کہ وہ ایک کتاب جاوید نامہ لکھنے میں مصروف ہیں اور خیال ہو کہ حضرت قرۃ العین طاہرہ کا ذکر اس کتاب میں کریں گے۔ مس مارتھا روٹ نے بھی یہ سُن کر خوشنودی کا اظہار کیا۔ اس کے بعد مس مارتھا روٹ نے وہ کتاب واپس کرنا چاہی جو جنابِ اقبال نے انھیں چند روز قبل مطالعہ کے لئے دی تھی جنابِ اقبال نے قلم نکالا اور کتاب مس مارتھا روٹ کو تقدیم کرنا چاہی۔ مس مارتھا روٹ نے فرمایا کہ وہ ہر اہم دینی کتاب جو اُن کو ملے محبوبِ جہاں حضرت شوقی آفندی کے حضور پیش کیا کرتی ہیں، کتنا اچھا ہو اگر جناب اُن کے نام کی بجائے حضرت شوقی آفندی کے اسمِ مبارک

پر تقدیم کریں، پس جناب علّامہ اقبال نے اپنے دستخط سے اسم مبارک لکھا اور حضور مبارک میں کتاب تقدیم کی، مس مارتھا روٹ نے پھر علّامہ اقبال کی طرف سے دیئے گئے تحفۂ کتاب پر مسرّت آمیز اظہارِ تشکّر فرمایا، آج آپ نے نائیٹڈ و ہوٹل میں، جہاں اُن کا قیام تھا، دِن گذارا اور خط وکتابت کی، بندہ مرحوم کیخسرو لاوری کے مزار کی تکمیل کے لئے مزنگ کے قبرستان میں گیا اور پھر مرحوم پریتم سنگھ کے گھر گیا، آپ سے رخصت ہونے کے بعد یہ کتاب ڈاک کے ذریعے ارضِ اقدس روانہ کر دی گئی ؛

۲۵ جون ۱۹۳۰ء

عصر کے وقت مس مارتھا روٹ نے سر عبدُ القادر کی صدارت میں انجمن جوانانِ مسیحی (Y.M.C.A) کے ہال میں خطاب فرمایا، اور جلبِ قلوب کا باعث ہوا۔ اس اثناء میں ایک صاحب عبد الرّحمٰن چشتی نے اپنا تعارف کرایا اور کہا کہ وہ ایک مدّت سے امرِ مبارک کی طرف مائل ہیں اور حضرت عبد البہاء کے حضور خط بھی لکھا تھا اور حضور مبارک نے ایک لوح میں جواب بھی مرحمت فرمایا تھا۔

۲۶ جون ۱۹۳۰ء

آج دوبارہ مس مارتھا روٹ، بندہ اور پروفیسر پریتم سنگھ اور مرزا عبّاس جو پروفیسر مرحوم کے دوست تھے، مزنگ مرحوم کیخسرو لاوری کے مزارِ مبارک پر حاضر ہوئے، مناجات کے بعد مزار کا فوٹو بھی لیا اور واپسی پر پروفیسر مرحوم کے دولت کدے پر دو مبتدیوں سے گفتگو ہوئی،

یہہ مبتدی بہت خوش ہوئے،

۲۷ جون ۱۹۳۰ء

غروبِ آفتاب کے بعد مس مارتھا روٹ لاہور سے عازم شملہ ہوئیں اور صبح کے وقت پرانی دلّی میں وارد ہوئیں، ریلوے اسٹیشن پر جناب عبّاس علی بٹ سے جو کچھ دن قبل برما سے تشریف لائے تھے اور اب روزگار کی تلاش میں تھے، ملاقات ہوئی، مس مارتھا روٹ نے آپ سے بڑی شفقت کا اظہار کیا اور مشورہ دیا کہ وہ شب و روز کوشش کر کے کوئی روزگار ڈھونڈھ لیں تاکہ تحصیل معاش کے ساتھ ساتھ یکسوئی سے امرِ مبارک کی خدمات سے سرافراز ہوسکیں، جاننا چاہیئے کہ جب مس مارتھا روٹ واردِ کراچی ہوئیں اور تمام ھندوستان کے دیگر شہروں میں بھی تبلیغی سفر کرنے والی تھیں، اس وقت ھندوستان کے حرّیت پسند بہت برافروختہ تھے، لوگ حکومت اور انگریزی استبداد سے بہت ناراض اور باغی تھے، اور چونکہ مس مارتھا روٹ امریکن خاتون تھیں اور یوروپین لباس پہنا کرتی تھیں، اور عوام میں اچھّے بُرے کی تمیز نہیں تھی، ڈر تھا کہ اگر آپ تنہا سفر کریں تو ممکن ہے شورش پسند کوئی ضرر پہونچائیں۔ بندہ نے محفلِ مقدّس رُوحانی کراچی کے مشورے کے مطابق ارادہ کیا تھا کہ لاہور تک آپ کی خدمت میں رہوں گا، اور لاہور سے پروفیسر پریتم سنگھ یہ خدمت سرانجام دیں گے، مگر پروفیسر مرحوم سے ملاقات کے بعد مس مارتھا روٹ نے اس پروگرام کو منظور نہ فرمایا اور کہا کہ پروفیسر مرحوم تقاضائے عمر کے پیشِ نظر اُن کے ساتھ تنہا سفر نہیں کرسکتے۔ اس خدمت کے لئے بندہ بہتر رہے گا۔ بندہ نے خیال

کیا کہ چونکہ جناب عباس علی بٹ مجھ سے ہر حیثیت سے قابل اور موزوں ہیں، دلّی تک میں جاتا ہوں اور وہاں سے موصوف مس مارتھا روٹ کی ہمراہی کی سعادت حاصل کریں گے، جب دلّی میں جناب بٹ سے ملاقات ہوئی اور ان کے حالات سے آگاہ ہوئے تو مس مارتھا روٹ نے فرمایا۔ چونکہ جناب بٹ نے ملازمت کے لئے درخواست دی ہوئی ہے اور جواب کا انتظار کر رہے ہیں انھیں رہنے دیجئے، خدا کرے ملازمت مل جائے۔ بہتر ہوگا کہ آپ (بندہ) اختتام سفر تک ساتھ دیں۔ یہی وجہ تھی کہ بندہ اور پروفیسر پریتم سنگھ مس مارتھا روٹ کے ساتھ عازم شملہ ہوئیں۔

۲۸ جون ۱۹۳۰ء

آج مس مارتھا روٹ واردِ شملہ ہوئیں اور انھوں نے پیلیس ہوٹل میں قیام فرمایا اور بندہ اور جناب پروفیسر ہندو ہوٹل کے ایک کمرہ میں ٹھہرے،

۲۹ جون ۱۹۳۰ء

مس مارتھا روٹ نے شملہ میں وزیرِ زراعت اور وزیرِ تعلیم کلکتہ کے ایک مشہور اخبار کے ایڈیٹر سے ملاقات کی۔ پیام و تعلیماتِ امراللہ کا ابلاغ کیا اور امری کتب خاص طور سے بہاء اللہ و عصرِ جدید انھیں تقدیم کی،

جب ہم پنجاب کے وزیرِ تعلیم جناب منوہر لال سے ملنے کے لئے اُن کے آفس پہنچے، بندہ اور مرحوم پروفیسر نے چاہا کہ مس مارتھا روٹ سے الگ رہیں تاکہ وزیر موصوف آپ کا زیادہ سے زیادہ احترام کریں۔ آپ نے فرمایا:
"نہیں ہم تینوں ملاقات کے لئے جائیں گے، تاکہ امراللہ کی عظمت وزیر

موصوف پر واضح ہو جائے کہ تینوں اہل ادیان یعنی زرتشتی، مسیحی اور سکھ کس طرح حضرت بہاءاللہ کے کلمۂ مبارک کے سائے تلے جمع ہو گئے ہیں۔"

۳۰۔ جون ۱۹۳۰ء

عصر کے وقت مس مارتھا روٹ نے انجمن جوانانِ مسیحی کے سیکرٹری سے ملاقات کی، امر مبارک کا ابلاغ کیا اور اس انجمن میں، خطاب کرنے کے بارے میں گفتگو فرمائی۔

یکم جولائی ۱۹۳۰ء

صبح کو شملہ میں مس مارتھا روٹ نے برہمو سماج کے صدر سے ملاقات کی اور وعدہ فرمایا کہ کل رات اُن کی انجمن میں خطاب فرمائیں گی، آپ نے برہمو سماج کے صدر کو مدعوین جلسہ کی ضیافت کے لئے خرچ برداشت کرنے کی درخواست کی مگر موصوف نے قبول نہ فرمائی، لہٰذا کچھ چندہ ان کے خیراتی صندوقچی میں ڈالا گیا تاکہ وہ خود ہی انتظام کرلیں اور اُن پر بوجھ نہ ہو،

دوپہر کے بعد بنارس یونیورسٹی کے ایک پروفیسر سے مس مارتھا روٹ نے ملاقات کی۔ پیام حضرت بہاءاللہ کا ابلاغ کیا، اور تعلیمات امراللہ گوش گذار کیں، عصر کے وقت مسز بی۔ ک۔ سین سے ملاقات فرمائی جو ایک مہاراجہ کی مہارانی تھیں، اور مشہور شاعر ٹیگور کی ہم عقیدہ اور انجمن خواتینِ ہند (بنگال) کی صدر بھی تھیں، مسز موصوفہ بہت متاثر ہوئیں اور وعدہ فرمایا کہ پرسوں احباب کی ایک جماعت کو اپنے گھر پر مدعو کریں گی تاکہ تفصیلی مجلس ہو سکے،

۲۔ جولائی ۱۹۳۰ء

صبح شدید بارش کے باوجود جناب جمشید مہتہ کے ایک دوست کو تھیا سفی میں ملنے کے لئے مس مارتھا روٹ تشریف لے گئیں، مرحوم کے ہوٹل سے تھیا سفی کے گھر تک دو میل کا فاصلہ تھا۔ دوپہر سے قبل ایک بنگالی شخص نے جب یہ سُنا کہ کوئی بہائی شملہ میں وارد ہے، فوراً ہوٹل میں پہونچ کر اپنا شناختی کارڈ کمرے میں بھیجا اور ملاقات کی اجازت چاہی، مس مارتھا روٹ کمرۂ ملاقات میں تشریف لائیں، ملاقاتی موصوف نے بتایا کہ اس نے ۱۹۱۲ء میں واشنگٹن میں حضرت عبدالبہاء سے ملاقات کی تھی اور بیانات مبارکہ اور تعلیمات امری سے مستفیض ہوا تھا اور اب مزید تحقیق امر مُبارک کا ارادہ رکھتا ہے، آدھ گھنٹے سے زیادہ گفت گو جاری رہی۔ عصر کو برہمو سماج ہال میں جلسۂ عمومی منعقد ہوا۔ سامعین اس کثرت سے موجود تھے کہ ہال میں بیٹھنے کی جگہ نہ تھی، اور اکثر سامعین کھڑے ہی سنتے رہے آخر میں سب نے اظہارِ مسرت کیا اور مزید معلوماتِ امری سُننے کی استدعا کی اور انھیں ایک دن بعد کا وقت دیا گیا۔

۳ ۔ جولائی سنہ ۱۹۳۰ء

صُبح ایک ہندو جوان نے مس مارتھا روٹ سے ملاقات کی اور متعدد سوالات پوچھے اور سنجیدہ اور محبّت آمیز جوابات سُن کر بہت مسرور ہوا اور مطمئن ہو کر رخصت ہوا۔

عصر کے وقت مس مارتھا روٹ دوبارہ برہمو سماج میں مدعو کی گئیں اور امر مبارک کی تاریخ اور تعلیمات پر تقریر فرمائی۔ سب حاضرین نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا، آخر میں برہمو سماج کے صدر نے تعلیمات امری کی تشریح فرمائی،

اور مس مارتھا روٹ نے بہت قدردانی فرمائی،

مہاراجہ پٹیالہ سے مس مارتھا روٹ کی ملاقات

مس مارتھا روٹ نے شملہ میں وارد ہونے کے دن ہی سے مقامی اخبارات کے ذریعے معلوم کر لیا تھا کہ مہاراجہ پٹیالہ شملہ تشریف لائے اور وائسرائے ہند سے ملاقات کا ارادہ رکھتے ہیں اور چند ہی دنوں میں وارد شملہ ہونے والے ہیں۔ مس مارتھا روٹ نے فرمایا بہت ہی اچھا ہوگا کہ اُن سے ملاقات کی جائے اور کتب امری تقدیم کی جائیں۔

جناب پروفیسر پریتم سنگھ نے بھی پسند فرمایا اور کہا۔ "بہت اچھا خیال ہے چونکہ میں جوانی کے دنوں میں مہاراجہ موصوف کا استاد رہ چکا ہوں اور انھیں جانتا ہوں، اُمید ہے کہ وہ بھی مجھے بھولے نہیں ہوں گے۔"

آپ کی آمد کے وقت اور قیام گاہ کے بارے میں معلومات حاصل کیں مگر تین دنوں تک ہر چند کہ ہم نے کوشش کی کوئی امید بخش جواب نہ ملا حتیٰ کہ رات کو مس مارتھا روٹ نے فرمایا:۔

" آئیے اکٹھے ہو کر مناجات اور لوح احمد پڑھیں۔" چنانچہ اُن کے باہر والے کمرے میں بیٹھ کر ہر ایک نے مناجات اور لوحِ احمد تلاوت کی۔ مرحومہ کمرے کے اندر تشریف لے گئیں اور ہمیں مشورہ دیا کہ آپ بھی جا کر مناجات پڑھیے اور سو جائیے اُمید ہے کہ بہاءاللہ اُمید کا دروازہ کھول دیں گے، چنانچہ (بندہ) پروفیسر پریتم سنگھ

کے ساتھ ہوٹل پہنچا اور مناجات اور لوحِ احمد کی تلاوت کر کے سو گئے۔

۴۔ جولائی ۱۹۳۰ء

صبح ناشتہ کر کے ہم مس مارتھا روٹ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے جا رہے تھے کہ دیکھا کہ رکشے، جن کو انسان کھینچتے ہیں، سڑک میں موجود نہیں، ہم نے پوچھا۔ کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے کہا آج پٹیالہ کے مہاراجہ شملہ میں تشریف لانے والے ہیں اور شملے کے سب رکشے موصوف اور اُن کے عملہ کو لانے کیلئے اسٹیشن پر گئے ہوئے ہیں۔

لہٰذا مسرور ہو کر ہم اسٹیشن کی طرف چلے، کیونکہ مس مارتھا روٹ کا ہوٹل بھی اسی طرف تھا، اور راستے میں ہم نے مہاراجہ اور اُن کے عملہ کو دیکھا جو رکشاؤں میں چلے آ رہے تھے، مملکت کے نظم و ضبط کے پیشِ نظر سڑک میں ایک طرف ہو کر ہم کھڑے ہو گئے اور انتظار کرنے لگے کہ شاید مہاراجہ کی نگاہ اچانک پروفیسر پریتم سنگھ پر پڑ جائے۔ مہاراجہ موصوف نے فوراً رکشا کھڑا کروایا اور ہاتھ کے اشارے سے پروفیسر پریتم سنگھ کو اپنی طرف بلایا اور کچھ لمحات حال احوال پوچھتے رہے، جب پروفیسر موصوف نے رخصت لی اور مہاراجہ موصوف روانہ ہوئے تو بندہ نے اُن سے پوچھا: آپ نے کیا گفتگو کی؟" پروفیسر مرحوم نے مسکرا کر جواب دیا:۔ مہاراجہ پوچھ رہے تھے کہ آپ ملاقات کے لئے کیوں نہیں آئے؟ کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں؟ میں نے عرض کیا میری کیا مجال کہ آپ سے ناراض ہوں۔ اب ایک امریکی خاتون کے ہمراہ آیا ہوں جو دینِ بہائی کی مبلغ ہیں، اجازت فرمائیے کہ ایک ایرانی شخص کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہو سکوں۔ مہاراجہ نے

فرمایا :- بہت خوب! ہمارے تابستانہ محل (چھال) میں کل صبح تشریف لائیے" اور چند روز ہمارے مہمان رہیئے، ہم اس بات سے بہت مسرور ہوئے اور بھاگے ہوئے مس مارتھا روٹ کے ہوٹل میں پہونچے، انھوں نے بشاش چہرے سے ہمارا استقبال کیا اور فرمایا :-

رات کو میں نے ایک عمدہ خواب دیکھا ہے اور یقیناً اس کی تعبیر یہ ہے کہ مہاراجہ سے ہماری ملاقات ہوگی، ہم بیٹھے تو پروفیسر مرحوم نے مہاراجہ موصوف کی دعوت کا ذکر فرمایا۔ مس مارتھا روٹ نہایت خوش ہوئیں۔ اس کے بعد آپ نے اپنے خواب سے متعلق کچھ نہ فرمایا، صرف اتنا فرمایا،

"خلوصِ دل سے مسلسل مانگی ہوئی مناجات اور دعا کا یہی اثر ہوتا ہے"

۵ / جولائی ۱۹۳۰ء

گذشتہ رات کے اخراجات کا اندازہ کیا، صبح ہوٹل کا حساب چکایا اور سات بجے صبح شملہ سے روانہ ہوکر دن کے ایک بجے مہاراجہ کے محل چھال میں داخل ہوئے، تعجب یہ ہے کہ مہمان خانہ مغربی انداز پر آراستہ کیا گیا تھا۔ جس طرح یوروپین بادشاہ ضیافت کیا کرتے ہیں۔ مس مارتھا روٹ اور بندہ کو جو یوروپین لباس میں ملبوس تھے، اس مہمان خانہ میں ٹھہرایا گیا مگر پروفیسر مرحوم سے کہا گیا کہ وہ ہندی مہمان خانے میں قیام کریں، پروفیسر مرحوم نے اس پیشکش سے اتفاق نہ کیا اور فرمایا :-

"میں ہرگز اپنے احباب سے جدا نہیں ہو سکتا بہتر ہوگا کہ مہاراجہ سے اجازت

لی جائے۔" چنانچہ افسر مہمان خانہ نے فون پر مہاراجہ سے اجازت چاہی اور موصوف نے اجازت دے دی اور ہم تینوں ایک ہی مہمان خانے میں ٹھہرے، البتہ کمرے الگ الگ دیئے گئے تھے، درحقیقت شاہانہ مہماں نوازی کی گئی تھی، اس روز عصر کو مہاراجہ نے بیرونی ٹیم کو پولو کے لئے خاص طور پر چیلنج دیا ہوا تھا۔ لہٰذا موصوف پولو گراؤنڈ میں تشریف لے گئے ہوئے تھے، ہمیں بھی تماشا دیکھنے کی دعوت دی گئی تھی کھیل کے اختتام پر مہاراجہ ہماری طرف تشریف لائے، مس مارتھا روٹ اور ہم سے ملاقات کر کے احوال پرسی کی، اور دیر تک مس مارتھا روٹ کی شیریں گفتگو سے لطف اندوز ہوتے رہے، بعد میں مرحومہ نے چند امری کتب مثلاً بہاء اللہ و عصر جدید اور پروملگیشن فار یونیورسل پیس" وغیرہ تقدیم کیں، اور ضمناً بندہ کا تعارف کروایا۔ کہ میرے یہ بہائی دوست زرتشتی نسل سے ہیں۔ مہاراجہ متوجہ ہوئے اور احوال پرسی کی، چونکہ بندہ نے سُن رکھا تھا کہ مہاراجہ فارسی بھی جانتے ہیں اس لئے فارسی ہی میں ان کے سوالوں کے جواب دیتا رہا۔ آپ نے چند باتوں کا جواب دیا اور بعد میں انگریزی میں فرمایا:۔

چونکہ میں نے کبھی فارسی میں گفتگو نہیں کی، اس لئے فارسی نہیں بول سکتا البتہ فارسی کتاب پڑھ سکتا ہوں"

مختصر یہ کہ یہ ملاقات روح و ریحان سے انجام پائی۔ آخر میں آپ نے فرمایا میں کل اپنے سوالات لکھوں گا۔ امید ہے کہ آپ جواب دیں گے"

مس مارتھا روٹ نے کمال محبّت اور توجہ سے قبول فرمایا۔

۶ جولائی ۱۹۳۰ء

PROMULGATION FOR UNIVERSAL PEACE

ص

ریاست پٹیالہ کے مقام چھپال میں ہم نے صبح کو ناشتہ کیا اور مناجات تلاوت کی۔ مس مارتھا روٹ اور پروفیسر پریتم سنگھ کے حضور کیپٹن سجن سنگھ اسسٹنٹ ٹو مہاراجہ حاضر ہوئے اور کچھ سوالات پیش کئے، اور مس مارتھا روٹ کے متین اور معقول جوابات سن کر مسرور و مطمئن ہوئے، مرحومہ نے چند امری کتب کیپٹن موصوف کو مرحمت فرمائیں، ظہر کے بعد پھر مہاراجہ پولو گراؤنڈ تشریف لے گئے، آپ نے گیند بازی اور گھوڑ دوڑ میں حصّہ لیا۔ ہم بھی تماشہ دیکھنے اور موصوف کی ملاقات کے لئے وہاں حاضر ہوئے، جب مہاراجہ نے دیکھا کہ مس مارتھا روٹ ملاقات کے لئے کھڑی ہیں، نزدیک آکر احوال پرسی کی، مس مارتھا روٹ نے آپ کے نام خط لکھ رکھا تھا۔ مہاراجہ نے وہ خط لیا اور خدا حافظ کہہ کر رخصت ہوئے۔ بندہ سے دوبارہ احوال پرسی کی اور اردو میں اظہارِ محبت کیا،

مہاراجہ نے گفتگو کے دوران مس مارتھا روٹ سے پوچھا: "آپ بہائی لوگ باوجود مختصر جماعت ہونے کے شیکاگو (امریکہ) میں "مشرق الاذکار" جیسے عظیم الشان معبد، جس کی نظیر دنیا میں کم پائی جاتی ہے، کس طرح تعمیر کرتے ہیں؟"

مس مارتھا روٹ نے روح افزا تبسّم کے ساتھ فرمایا:

"ہم بہائی بہت دولت مند نہیں ہیں، یہ عمارت بہائیانِ مشرق و غرب کی قوّتِ اتحاد اور تعاون سے بنائی گئی ہے۔"

جب مس مارتھا روٹ نے مہاراجہ کو امری کتب تقدیم کیں تو موصوف نے فرمایا کہ وہ ان کتابوں کو غور سے پڑھیں گے کیونکہ وہ تمام مذاہب کی کتابیں پڑھتے ہیں اور حقیقت جہاں سے ملے، اُس کے طالب رہتے ہیں،

شام کے ساڑھے چھ بجے کار کے ذریعے ہم چھال سے روانہ ہو کر ریلوے اسٹیشن پہنچے، اور کالکا جانے والی ٹرین پر سوار ہوئے، وہاں سے پروفیسر مرحوم عازم لاہور ہوئے اور بندہ مس مارتھا روٹ کی رفاقت میں سات بجے وارد دہلی ہوا۔ مرحومہ نے سوس ہوٹل میں قیام فرمایا اور بندہ دفتر "کوکب ہند" واقع محلہ بلیماراں پہونچا۔ جناب سیّد محفوظ الحق علمی، جناب عبّاس علی بٹ اور دیگر احبائے الٰہی سے ملاقات کی،

۷ جولائی سنہ ۱۹۳۰ء

دوسرے شخص جس کی ملاقات سے ہم بہت مسرور و محظوظ ہوئے خواجہ حسن نظامی تھے، خواجہ صاحب نے مصر میں حضرت عبدالبہاء کے حضور مشرف ہونے کا حال خود بتایا، اور کہا :-

"ایک روز میں مصر کی سڑک پر ایک نورانی شخص کو دیکھ کر اس کی رفتار اور گفتار کا دیوانہ ہو گیا اور چاہا کہ اس سے زیادہ سے زیادہ ملاقات کر کے ہم کلام ہو سکوں، مگر مجھے سر راہ ملتے ہوئے شرم محسوس ہوئی۔ لیکن ایک دوکاندار سے پتہ لیا، جس کی دوکان سے یہ نورانی شخص باہر آرہا تھا یہ شخص حضرت عبدالبہاء تھے، چنانچہ دوسرے دن شہر سے باہر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیانات مبارکہ سے بہت محظوظ و مطمئن ہوا۔ میں نے تعلیمات مبارکہ کے سلسلے میں کتاب مانگی، آپ نے حکم فرمایا کہ حضرت بہاء اللہ کی لوح مبارک ہفت وادی، دی جائے، چنانچہ میں اس کتاب کو ہندوستان لایا اور اردو میں اُس کا ترجمہ کیا اور اب پانچویں بار پانچ ہزار

کی تعداد میں "کتابِ اسرار" کے نام سے یہ لوح میں نے طبع کروائی ہے۔"

ہندوستان کی معروف خواتین، جن سے مس مارتھاروٹ نے ملاقات فرمائی، مسز سروجنی نائیڈو بھی ہیں، خاتون موصوفہ مس مارتھاروٹ سے مل کر نہایت خوش ہوئیں اور فرمایا کہ وہ لندن میں حضرت عبدالبہاء کے حضور مشرف ہو چکی ہیں، اور بہت سی امری کتابیں پڑھ چکی ہیں۔ اور اب خواہش رکھتی ہیں کہ حضرت قرۃ العین طاہرہ کا کلام اصل فارسی میں پڑھیں چنانچہ مس مارتھاروٹ نے کلام طاہرہ کا ایک مطبوعہ نسخہ انھیں تقدیم کیا۔

ظہر کے بعد مس مارتھاروٹ بھی تشریف لائیں، خانم علمی اور چند احباب سے ملاقات فرمائی، ان احباب کی بیگمات بھی موجود تھیں، جلسۂ عمومی میں مس مارتھاروٹ کے لیکچر کا انتظام بھی کیا گیا تھا اور روزنامہ الجمعیۃ کے ذریعے اعلان کیا گیا کہ کل "آریہ سماج ہال" میں مرحومہ کا لیکچر ہوگا۔

۸ ؎ جولائی ۱۹۳۰ء

صبح بندہ مس مارتھاروٹ کے حضور مشرف ہوا، جناب سید محفوظ الحق علمی، جناب عبدالواحد سندھی اور چند دوسرے احبائے الٰہی سے رسالہ "کوکبِ ہند" اور ہندوستان میں امر اللہ کے متعلق دیگر امور پر مشورہ ہوا یہ محفل اطمینان و مسرتِ روحانی کا موجب ہوئی،

کچھ خطوط مس مارتھاروٹ کو دہلی کے پتے پر اطرافِ ہند سے ملے، یہ خطوط ہند میں آپ کے مؤثر اور دلپذیر خطابات کی مقبولیت کا نشان تھے،

اسی روز عصر کو مس مارتھاروٹ نے آریہ سماج ہال، واقع محلہ دریا گنج

میں لیکچر دیا جس میں دینِ مبارک بہائی کی تاریخ اور تعلیماتِ مبارکہ بیان ہوئیں جلسہ کے صدر لالہ شیو چرنداس نے بہت تعریف فرمائی اور سب لوگ مسرور و مطمئن ہوئے،

۹ جولائی ۱۹۳۰ء

گذشتہ رات مس روٹ دہلی سے روانہ ہوکر صبح لکھنؤ پہونچیں اور جماعت برہمو سماج کے سیکرٹری مسٹر ستیندار ناتھ رائے جن کے نام شملہ سے تعارفی خط لیا گیا تھا، ملاقات فرمائی، مس مارتھا روٹ "اورنیٹل ہوٹل" میں ٹھہریں اور بندہ نے مسٹر رائے کے مکان پر قیام کیا۔ ظہر کے بعد چھاپہ خانہ میں جاکر کچھ دستی اعلانات چھپوائے اور مقامی روزناموں کو چھاپنے کے لئے دیئے گئے، عصر کے وقت مسٹر رائے اور اُن کی فیملی کے ساتھ امری گفتگو ہوئی اور حقیقتِ امر اللہ کو ثابت کیا۔ اور آخر میں، سب نے اظہارِ مسرت کیا،

۱۰ جولائی ۱۹۳۰ء

صبح کے وقت خطوط لکھے گئے اور مرحومہ امتہ اللہ مس مارتھا روٹ نے اخبارات کے لئے ایک مقالہ تیار کیا۔ عصر کو چند معززین شہر کو چائے پر مدعو کیا گیا اور امر اللہ پر گفتگو ہوئی، سب خوش اور مسرور ہو کر رخصت ہوئے۔ بعد میں مس روٹ برہمو مندر تشریف لے گئیں اور تاریخ و تعلیمات پر مفصل لیکچر دیا۔ اس انجمن میں محترمہ کا یہ لیکچر جلبِ قلوب اور حیرتِ نفوس کا سبب ہوا۔ آخر میں کچھ اشخاص نے نزدیک آکر مسرت کا اظہار کیا اور امر اللہ کی حقیقت کی مزید تلاش کا وعدہ کیا،

۱۱۔ جولائی ۱۹۶۳ء

کل شام کے خطاب نے جن اشخاص پر اثر کیا تھا۔ اُن میں سے جناب محمود خاں بھی تھے جو صبح کو مس مارتھا روٹ کے ہوٹل میں تشریف لائے اور امر مبارک سے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ وہ محترمہ کے بیانات شیریں سننے کے بعد موصوف نے اطمینان کا اظہار کیا اور کچھ امری کتب لے کر رخصت ہوئے،

بندہ کے میزبان جناب ستیندر ناتھ رائے بہت مسرور ہوئے اور مس مارتھا روٹ کی تشریف آوری پر متشکر و ممنون ہوئے۔ آپ نے اسٹیشن تک رہنمائی کی۔ ایک اور شخص جو امر اللہ سے محبت رکھتے تھے اور محترمہ کے لیکچر میں حاضر تھے، خدا حافظ کہنے کے لئے اسٹیشن پر آتے ہوئے تھے، ان کا نام ڈاکٹر عہدہ دار تھا، ہم ایک بجے لکھنؤ سے چلے اور چھ بجے بنارس پہنچے۔ مس مارتھا روٹ نے "کلارکس ہوٹل" میں قیام فرمایا اور بندہ ڈاک بنگلہ میں ٹھہرا۔

۱۲۔ جولائی ۱۹۳۰ء

بنارس چونکہ انجمن ہائے تھیاسفی کا مرکزی ادارہ ہے لہٰذا ہم نے پہلے اُن کے سیکرٹری سے ملاقات کرنے کا ارادہ کیا مگر وہ موجود نہیں تھے ہم نائب سیکرٹری سے ملے اور کچھ امری کتب اُن کے کتب خانے کے لئے تقدیم کیں اور طے پایا کہ کل صبح کو سیکرٹری سے ملاقات ہو گی اور محترمہ کا لیکچر بھی اُنکی انجمن میں ہو گا۔ اس کے بعد مس مارتھا روٹ نے مہاراجہ بنارس سے، جو شہر سے باہر چند میل کے فاصلے پر سکونت رکھتے تھے، ملاقات کرنا چاہی چنانچہ آپ

نے فون پر اُن کے سیکرٹری خاص سے گفتگو کی اور کل ملنے کا وقت دیا گیا۔

۱۳۔ جولائی ۱۹۳۰ء

صبح کو تیاسفی ہال میں جاکر مس مارتھا روٹ نے انجمن کے سیکرٹری جنرل سے ملاقات کی اور طے پایا کہ وہ عصر کے وقت اُن کی انجمن میں لیکچر دیں گی، دن کے ایک بجے مہاراجہ موصوف کی طرف سے موٹر بھیجا گیا۔ مس مارتھا روٹ اور بندہ قصر شاہی میں، جو رام نگر میں تھا، داخل ہوئے اور وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ مہاراجہ صاحب بیمار ہیں، لیکن اُن کا فرزند، جس نے اُن کے بعد جانشین ہونا تھا، حاضر ہوئے اور ہمارا خیر مقدم کیا اور اپنی سلطنت کے حدود اربعہ بتلائے، اور اپنے سیکرٹری کے ساتھ بیانات امری کو بطیب خاطر سُنا اور کچھ امری کتب مثلاً "ترجمہ مفاوضات"، "ترجمہ" مدنیت" اور "دور بہائی" انھیں تقدیم کیں، بندہ کے پاس سفرنامہ مبارک، "بدائع الآثار" کی ایک جلد موجود تھی اور سیکرٹری موصوف فارسی جانتے تھے۔ اس لئے یہ کتاب اُن کی خدمت میں پیش کی، اس گفتگو کے بعد شربت اور مٹھائی سے ہماری تواضع کی گئی بعد میں سیکرٹری صاحب نے مہاراجہ صاحب کے فرزند کے ایماء پر مس مارتھا روٹ سے پوچھا کہ اگر پسند فرمائیں تو سفر کے اخراجات کے لئے مدد کی جائے مس مارتھا روٹ نے نہایت میٹھی زبان میں فرمایا:

"شکریہ، خدا کے فضل و کرم سے سفر کے اخراجات ضرورت سے زیادہ موجود ہیں، ہم تو صرف محبت و انسانیت اور امر مبارک پر بزرگوں کی توجہ کے طالب ہیں، روپے اور مادی چیزوں کے خواہشمند نہیں۔" اس استغنا اور

بے نیازی سے مس مارتھاروٹ اُن کے لئے تاثر اور ہمارے لئے سرفرازی کا باعث ہوئیں، مختصر یہ کہ قصر، شفاف سنگ مرمر سے بنایا گیا تھا اور گونا گوں تصاویر آویزاں تھیں، اور عمدہ قسم کے برتنوں سے آراستہ تھا، اور اکثر کمروں میں شیر اور چیتے کی کھال کا فرش بچھا ہوا تھا، ہم نے اس قصر کی اندر باہر سے خوب سیر کی، پھر رخصت لی اور مہاراجہ موصوف کے موٹر میں بیٹھ کر واپس ہوئے ؛

۱۴ ؍ جولائی ۱۹۳۰ء

عصر کے وقت مس مارتھاروٹ نے انجمن تھیاسفی میں مفصل لیکچر دیا اور حاضرین جلسہ بہت مسرور ہوئے،

۱۵ ؍ جولائی ۱۹۳۰ء

صبح کو چند اشخاص ملاقات کے لئے آئے، اُن میں سے پیتوہ کے مہاراجہ جناب شری گرو مہادیو بھی تھے جو مس مارتھاروٹ سے مل کر متاثر ہوئے۔ کتاب "بہاء اللہ و عصر جدید" اور "دور بہائی" انھیں تقدیم کی گئیں، بعد میں بنارس یونیورسٹی کے وائس چانسلر جن کا نام گورمکھ سنگھ تھا، اور جو پروفیسر پریتم سنگھ کے دوست اور امراللہ سے باخبر تھے، ملاقات کی، اور کتب امری کے چند نسخے یونیورسٹی کی لائبریری کے لئے دیئے گئے چار بجے بعد دوپہر پٹنہ کی طرف روانگی ہوئی اور رات کے گیارہ بجے وارد ہوئے مس مارتھاروٹ ریکس ہوٹل میں اور بندہ ڈاک بنگلہ میں قیام پذیر ہوا، گرمی کی شدت کے باعث صبح تک بندہ کی طبیعت خراب رہی ؛

۱۶؍ جولائی ۱۹۳۰ء

پٹنہ میں صبح گرلز ہائی اسکول میں جا کر اسکول کی ہیڈ مسٹرس، مس ڈی. ک سے ملاقات کی، اس شہر میں بھی محترمہ مس مارتھا روٹ نے خطاب فرمایا۔ اگرچہ اسکول کی طالبات ہزار سے زیادہ تھیں مگر ہیڈ مسٹرس نے فرمایا کہ اُن کے ہال میں تین سو پچاس سے زیادہ کرسیاں نہیں بچھ سکتیں، دو بجے بعد دوپہر کا وقت مقرر کیا گیا تھا، چونکہ لیکچر کا موضوع نوٹس بورڈ پر پہلے ہی لکھ دیا گیا تھا اس لئے باہر سے بھی طالبات حاضر ہوئی تھیں اور زیادہ تر خطاب کے دَوران کھڑی رہیں، لیکچر شروع ہونے سے قبل مس مارتھا روٹ ہیڈ مسٹرس کے آفس میں تشریف لے گئیں اور اُن سے پوچھا کہ کیا ایک بہائی دوست کو جو ان کے ہم سفر ہیں، شامل جلسہ ہونے کی اجازت ہے! کیونکہ یہ بات اسکول کے قواعدُ ضوابط میں شامل تھی کہ کوئی مرد اسکول میں داخل نہیں ہو سکتا۔ محترمہ ھیڈ مسٹرس نے بندہ کی طرف حیرت کی نظروں سے دیکھا۔ بندہ زیادہ متوجہ نہیں تھا اور اسکول میں داخل ہونے کا ارادہ بھی نہیں رکھتا تھا۔ موصوفہ نے ذرا تامل کے بعد فرمایا: اگرچہ یہ بات آئین کے خلاف ہے مگر چونکہ اُس شخص کے چہرے سے ادب و حیا کے آثار نمایاں ہیں اس لئے میں جلسہ میں شرکت کرنے کی اجازت دیتی ہوں، جب ہم ہال میں داخل ہوئے، اعلیٰ جماعتوں کی طالبات کرسیوں پر بیٹھی ہوئی تھیں، اور دوسری جماعتوں میں پڑھنے والی طالبات کی ایک خاصی تعداد بغیر کرسیوں کے کھڑی تھی اور ہمارا انتظار کیا جا رہا تھا۔ لیکچر شروع ہونے سے پہلے مس مارتھا روٹ نے اسکول کی ھیڈ مسٹرس سے جو جلسہ کی صدارت بھی فرما رہی

تھیں، اجازت مانگی کہ ان کا دوست روحانی اسٹیج پر آکر فارسی زبان میں مناجات پڑھے، انھوں نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں، جب تلاوت ہورہی تھی تقریباً ایک ہزار طالبات کی یہ جماعت ہمہ تن گوش ہو کر سُن رہی تھی، مناجات پڑھنے کے بعد بندہ پر عجیب کیفیت طاری تھی۔ اپنے دل میں کہہ رہا تھا: "یہ جمالِ مبارک کے کلام کا اثر ہے ورنہ بندہ کہاں اور یہ مقام کہاں!" المختصر مس مارتھا روٹ کے ایک گھنٹہ کے لیکچر کے بعد اعلان کیا گیا تعلیماتِ مبارکہ کے بارے میں چند پمفلٹ انگریزی زبان میں محترمہ کے پاس موجود ہیں، اگر کوئی صاحبہ چاہیں تو بندہ سے حاصل کرلیں چونکہ ہم اسٹیج پر تھے، تمام طالبات سامنے آئیں اور سارے پمفلٹ چند سیکنڈ میں ختم ہوگئے اور بہت سی طالبات رہ بھی گئیں۔ اس کے بعد ہم پٹنہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر مسٹر سن کی ملاقات کے لئے گئے اور امری کتب کے چند نسخے انھیں تقدیم کئے۔ راستہ میں ہم نے پٹنہ کی عظیم تاریخی لائبریری جو 'خدا بخش' لائبریری کے نام سے مشہور ہے، دیکھی، فارسی زبان میں بے شمار آثارِ قدیمہ دیکھے جو ابھی تک کبھی نہیں دیکھے تھے،

اس کے بعد ہم نے ہائی کورٹ کے چیف جسٹس، جناب سید سلطان محمدؒ سے ملاقات کی، اور ابلاغ کلمۃ اللہ کرنے کے بعد ایک امری کتاب بھی ان کی خدمت میں پیش کی۔ ہائی کورٹ میں ہماری یہ ملاقات بہت سے لوگوں کی توجہ کا باعث ہوئی، عصر کو مس مارتھا روٹ نے 'برہمو سماج' میں تاریخ اور تعلیمات امراللہ پر مفصل لیکچر دیا اور آخر میں تمام سامعین نے خوشی کا اظہار کیا اس کے فوراً بعد ہم ریلوے اسٹیشن کی طرف روانہ ہوئے، کچھ حضرات ہمیں رخصت کرنے

کے لئے اسٹیشن پر موجود تھے اُن میں گرلز ہائی اسکول کی ہیڈ مسٹرس محترمہ ڈی. ک. سین بھی تھیں۔

۱۷ - جولائی ۱۹۳۰ء

گذشتہ رات نو بجے روانہ ہو کر آج صبح ۷ بجے ہم کلکتہ پہونچے، اور افغان ہوٹل میں قیام کیا، دوپہر کے بعد احباب سے ملاقات کی، اور جناب نصر اللہ بدری (افغان) سے، جو ان دنوں طب پڑھ رہے تھے، ملاقات کی انہوں نے بندہ کو افغان ہوٹل سے اپنے گھر پر ٹھہرنے کی دعوت دی، آج کا دن صرف احباب سے ملنے میں گذرا،

۱۸ - جولائی ۱۹۳۰ء

صبح برہمو سماجیوں کی دعا و مناجات میں شریک ہوئے اور پھر اُن کے سیکریٹری مسٹر سین سے ملاقات کی، اور امر الٰہی پر گفتگو ہوئی، صبح کے ناشتہ کے بعد مس مارتھا روٹ عازم بول پور ٹیگور یونیورسٹی ہوئیں، بندہ اُن کے ہمراہ تھا، سات بجے ہم وہاں پہونچے اور اسٹیشن کے موٹر میں بیٹھ کر ٹیگور کے مہمان خانے پہونچے، یہ مہمان خانہ اسٹیشن سے آٹھ میل دُور تھا۔ مس مارتھا روٹ کو بالائی منزل میں کمرہ دیا گیا، اور بندہ کو نیچے والی منزل میں ٹھہرایا، مگر کھانا اکٹھے بیٹھ کر کھاتے رہے اور اخراجات ہم نے خود ہی برداشت کئے۔

۱۹ - جولائی ۱۹۳۰ء

صبح ٹیگور کے تمام مدیران جرائد کے ساتھ ملاقات کی اور امر اللہ پر گفتگو ہوئی، بعد میں ٹیگور کی لائبریری کے لائبریرین

سے ملے اور چند امری کتب جو اس میں موجود تھیں، مشاہدہ کیں اور کچھ مزید امری کتب دی گئیں،

یہاں کا 'دار الفنون' ایک وسیع میدان میں بڑے بڑے سایہ دار درختوں کے نیچے لگتا تھا۔ اور طلبہ دور، دور، گروہ درگروہ بیٹھ کر پڑھتے تھے، مس مارتھا روٹ نے اکثر گروہوں سے ملاقات کی، اور امر مبارک پر گفتگو فرمائی اور امری کتابیں بھی دیں' غروبِ آفتاب کے بعد چونکہ طلبہ کو چھٹی ہو گئی تھی اس لئے وہ ایک بڑے ہال میں جمع ہوئے اور مس مارتھا روٹ کے خطاب کو غور سے سُنا، سامعین میں عیسائی پادری بھی موجود تھے۔

مس مارتھا روٹ کے مفصّل لیکچر کے بعد جب ہم ہال سے باہر نکلے تو دیکھا کہ بنگالی بارش جو 'دیوانی بارش' مشہور ہے، شدّت سے ہو رہی ہے مہمان خانہ تک پہونچتے پہونچتے ہمارے کپڑے تر ہو چکے تھے، چونکہ بندہ جانتا تھا کہ مس مارتھا روٹ کلکتہ لوٹنے کا ارادہ رکھتی ہیں، لہٰذا عرض کیا" بہتر ہے کہ آپ آج یہیں آرام فرمائیں اور صبح کلکتہ جائیں۔" آپ نے جواب دیا:۔

"نہیں۔ آج رات ہی جانا چاہیئے، چونکہ کل ظہر کے بعد مجھے لیکچر دینا ہے لہٰذا وقت سے پہلے تقریر کی تیاری کر لینی چاہیئے۔"

اس پر پھر عرض کیا گیا" بندہ بہت تھک چکا ہے، اجازت فرمائیے کہ رات کو سو جائیں اور صبح روانہ ہوں۔" آپ نے کمال متانت سے جواب میں فرمایا:۔

" پیارے بیٹے! ہمیں سونے کے لئے آئندہ بہت وقت ملے گا، یہ دنیا ہمارے لئے خواب و راحت کی جگہ نہیں ہے، ہمیں چاہیئے کہ اس دنیا میں ہمیشہ اور مسلسل کام

کرتے رہیں اور پیامِ مبارک حضرت بہاء اللہ کو لوگوں تک پہونچائیں۔" چنانچہ آپ نے فوراً سامان باندھا۔ بندہ بھی تیار ہوا۔ مہمان خانہ کے موٹر سے اسی دیوانی بارش میں بول پور کے ریلوے اسٹیشن پر پہونچے، ٹرین کو رات کے ۲ دو بجے پہونچنا تھا۔ ہمارے کپڑے بالکل تر تھے، چند گھنٹے اسی گیلے لباس میں کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر گذارے ٹرین ۲ دو بجے چلی اور سات بجے صبح کلکتہ پہونچی، مس مارتھا روٹ نے اپنے ہوٹل میں پہنچ کر کپڑے بدلے اور احباب سے ملاقات کی، جو آپ کے حضور حاضری دینے آئے تھے ظہر کے بعد آپ کو انجمن جوانانِ اسلام، کی طرف سے مدعو کیا گیا، آپ نے اس انجمن میں مفصل تقریر فرمائی اور سوالوں کے جواب بھی دئے۔ سوال پوچھنے والوں میں ایک شخص نے پوچھا۔ "تمام بہائی تعلیمات قرآن میں موجود ہیں۔ رسول اللہ کے بعد کسی اور ظہور کی ضرورت نہیں۔" مس مارتھا روٹ نے فرمایا۔ "تعجب ہے، حالانکہ ہر طرف سے آوازیں بلند ہو رہی ہیں کہ اسلام درمیان سے اٹھ گیا ہے، سلاطینِ اسلام نے احکامِ قرآن کو تبدیل کر دیا ہے، بیت المال کا وجود اب کہیں نظر نہیں آتا، ساری خیرات اور وراثت اب علماء کی جیبوں میں جاتی ہے، پھر بھی جب حضرت بہاء اللہ کی تعلیماتِ بدیعہ کو سنتے ہیں تو کہتے ہیں یہ قرآن میں بھی موجود ہیں، اگرچہ کبھی ان پر عمل نہ ہو سکے، پھر اس کا کیا فائدہ! اور اگر عمل بھی ہو تو حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات اور احبائے الٰہی کے اعمالِ حسنہ کو دیکھ کر اور اپنی کتب اور تاریخ کو تبدیل و تغیر کر کے جدید تقاضوں کے مطابق ان احکام کو بنا لیتے ہیں۔ یہ آخر کیوں؟ یہ بات ۲ دو حالتوں سے خالی نہیں، یا یہ تقلیدی ہو گا یا تحریفی ہے، اور کتابِ الٰہی میں یہ دونوں باتیں حرام ہیں۔ اب گفتار ہی گفتار ہے کردار نہیں اور گفتار عالمِ انسانی کو

کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکتی، اہلِ دانش اس بات کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ اگر مسلمانوں کی یہ روش اور گفتار قرآن کے مطابق ہے تو حضرت بہاء اللہ سے پہلے ان پر عمل کیوں نہیں کرتے تھے؟ اور اس کی تبلیغ کیوں نہیں کرتے تھے اور اگر یہ اعمالِ صالحہ مثلاً صلح عمومی، تمام طبقات عالم کے ضعیفوں کی مدد، مدارس کا اجراء، ہسپتالوں کا کھولنا. ٹیکنیکل اسکولوں کا اجرا۔۔ تمام بچوں اور بچیوں کے لئے جبری تعلیم و تربیت کے اسکول کھولنا مساواتِ مرد و زن، موجود تھے اور اُن پر عمل بھی کرتے تھے، تو اس قدر جنگ و جدال دنیا میں کیوں رہے، اور تو اور خود اسلام کے اندر لڑائیاں کی جاتی رہی ہیں، حضرت بہاء اللہ کے ظہور سے قبل خواتینِ اسلام اَن پڑھ اور بے وقعت کیوں تھیں؟ اور اسلام میں اس قدر بھکاری کیوں ہیں، پس ثابت ہوا کہ یہ تعلیمات مکمل طور پر قرآن میں نہیں، کیونکہ قرآن حکیم موجود ہے اور بالکل واضح ہے کہ کتاب الٰہی ہر زمانے میں اس زمانے کے لوگوں کی استعداد کے مطابق نازل ہوتی ہے اور رسول اللہ خوب جانتے تھے کہ اگر یہ تعلیمات اس زمانے کے عربوں کو دی جاتیں تو وہ اس پر قطعی عمل نہ کر سکتے، مثال کے طور پر لیگ آف نیشن کی تشکیل عمومی، زبان کا ایجاد کرنا، بچوں اور بچیوں کی مساوی تعلیم و تربیت، ایسی تعلیمات ہیں، جن پر عرب عمل نہیں کر سکتے تھے۔ اُس زمانے میں عرب اپنی بیٹیوں کو زندہ در گور کر دیا کرتے تھے۔ وہ مرد و زن کے حقوق کو مساوی نہیں سمجھ سکتے تھے اور تاریخ میں موجود ہے کہ ایک مرد چند عورتوں سے شادی کر لیتا تھا۔ اور عورت کو گھر کے اسباب میں شمار کرتا تھا۔ ایسے زمانے میں وہ تعلیمات کیسے دی جا سکتی تھیں جو حضرت بہاء اللہ نے دی ہیں، آپ نے ایسی شریعت عطا فرمائی جو اس دور کی ضرورت ہے، آپ کی دانش و عقل اور علم و فراست کا منبع علم الٰہی تھا۔" یہ سُن کر

سائل نے خاموشی اختیار کی،

۲۰ جولائی ۱۹۳۰ء

عصر کو مس مارتھا روٹ نے برہمو سماج کے مندر میں لیکچر دیا۔ جلسہ کی صدارت مہاراجہ مُر بانج کی مہارانی صاحبہ نے فرمائی۔ برہمو سماجی مردوں اور عورتوں کی بہت بڑی تعداد جلسہ میں موجود تھی لیکچر سے قبل پیانو پر رُوحانی گیت گائے۔ مس مارتھا روٹ کی تقریر نے سامعین کو بہت متاثر کیا۔ آخر میں مہارانی صاحبہ کھڑی ہوئیں اور فرمایا: "ہم ایسی تعلیماتِ جدیدہ کے لئے بہت پیاسے تھے، میں امید رکھتی ہوں کہ ہم سب ان پر عمل کریں گے، پھر چند کتب اور رسائل امری تقسیم کئے گئے لیکن سب کو نہ ملے، باقی حضرات نے کتابیں ہوٹل پر آکر مس مارتھا روٹ سے حاصل کیں۔

مس مارتھا روٹ کی دوسری مصروفیات

آج عصر کو ہائی کورٹ کے ججوں نے مہارانی صاحبہ نے (جو کل صدرِ جلسہ تھیں) اور چند دیگر حضرات نے ہوٹل میں آپ سے ملاقات کی۔ اور چائے نوش کی۔ اس دوران سوالات بھی کئے گئے جن کو سُن کر سب مسرور ہوئے اور محترمہ کو بھی خوشی حاصل ہوئی۔

آپ نے مقامی اخبارات کے لئے مقالہ لکھا ہوا تھا، چنانچہ اشاعت کے لئے کلکتہ کے مشہور اخبارات لبرٹی۔ سٹیٹس مین، ادونت اور پرتاپ کو وہ مقالہ بندہ نے دیا تین ایڈیٹروں نے مقالہ کمال محبت و خلوص سے لیا اور اُسے چھاپنے کا وعدہ کیا چوتھے ایڈیٹر نے مزاح کے طور پر کہا "ہندوستانی سیکڑوں خدا رکھتے ہیں اب امریکی لوگ جو یہاں آتے ہیں اُن کے لئے ایک اور خدا لے آتے ہیں۔"

ADVENT ط

مس مارتھا روٹ نے فرمایا: "ہم بہائی سب کو ایک ہی خدا کی طرف بلاتے ہیں"۔ اس جواب سے ایڈیٹر موصوف خاموش ہو گئے۔ آج جناب فرامرز فرمیدوں گشتاسب جو ایرانی باشندے تھے، اور کلکتہ میں قیام رکھتے ہیں۔ ملاقات کے لئے تشریف لائے اور مس مارتھا روٹ کی تشریف آوری اور تبلیغ امراللہ پر مسرت کا اظہار کیا۔ محفل مقدس روحانی طہران کو سفر نامہ لکھ کر بھیجا گیا۔ مس مارتھا روٹ نے چند پمفلٹ اور اپنا فوٹو بطور یادگار کے بندہ کو دیا اور بندہ کا فوٹو آپ نے قبول فرمایا نیز آپ نے مشورہ پوچھا کہ محفل مرکزی سے جو رقم سفر خرچ کے لئے لی گئی تھی وہ محفل کو واپس کر دینی ضروری ہے یا نہیں؟ بندہ چونکہ جانتا تھا کہ ان کے لئے سفر خرچ آسان نہیں ہے اور اگر محفل ملّی سے یا اپنے مقالات کی اُجرت محفلِ ملّی امریکا سے آپ مانگیں تو وہ بھی مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ اس لئے بندہ نے عرض کی "بندہ کے خیال میں ایسا کرنا مناسب نہیں کہ آپ ہندوستان میں اپنے دَورے کے اخراجات دوسرے ملک سے پورا کریں، بلکہ بہتر رہے گا کہ محفل مرکزی سے مزید روپیہ مانگا جائے تاکہ سفر میں تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔ دیکھا گیا تھا کہ آپ اخراجات میں احتیاط سے کام لیتی تھیں یہاں تک کہ اکثر ہوٹلوں میں کمرے بغیر خوراک کے کرایہ پر لیتیں۔ مثلاً خوراک سمیت کمرہ دس روپے میں ملتا تھا تو بغیر خوراک کے سات روپے میں آپ اگر سیر ہو کر کھانا کھاتیں تو آٹھ روپے سے کم خرچ نہیں آتا تھا اسکے باوجود فرماتیں "بازار سے معمولی خوراک پر سارا دن میں دو روپے میں گزارا کر سکتی ہوں"

آج نہایت خلوص و روحانیت کی مجلس ہوئی اور بندہ کو فرزند عزیز MY DEAR SON کہہ کر پکارتی رہیں۔ عصر کو مہارانی مُربنج کی بہن کی طرف سے دعوت نامہ ملا۔ اِن کے ذریعے محترمہ کو خواتین نے ملاقات کے لئے مدعو کیا تھا۔ بندہ محل تک ساتھ گیا لیکن خود محل میں داخل نہ ہوا اور شہر کو لوٹ آیا اور جناب فرامرز فرمیدوں کو ملاقات کی

۲۱ - جولائی سنہ ۱۹۳۰ء

آج صبح جناب نصر اللہ مبادری جو طب پڑھنے کے لئے آئے تھے تشریف لائے، موصوف اور بندہ مس مارتھا روٹ کے ساتھ آریہ سماج والوں کی عبادت گاہ میں گئے ان کا پیشوا پنڈت شری ناتھ امراللہ سے باخبر تھا اُس نے ہمارا بہت احترام کیا۔ دو خاص کرسیاں منگوا کر ہمیں اپنے ساتھ بٹھایا اور خود کھڑے ہو کر امراللہ کو تفصیل سے بیان کیا۔ مس مارتھا روٹ نے شکریہ ادا کیا اور چند امری کتب لائبریری کے لئے تقدیم کیں،

۲۲ - جولائی سنہ ۱۹۳۰ء

صبح ہم مہاراجہ فرمانخ کی ملاقات کے لئے گئے، مس مارتھا روٹ نے اپنا شناختی کارڈ اندر بھیجا۔ مہاراجہ نے پیغام دیا کہ کمرے میں بیٹھ کر کچھ دیر انتظار کریں۔

چند منٹ کے بعد موصوف حاضر ہوئے اور معذرت کی کہ وہ ابھی سفر سے آئے ہیں اور اس وقت کپڑے تبدیل کرنے میں مصروف تھے بعد میں مس مارتھا روٹ نے تعلیماتِ مبارکہ سے متعلق بیان شروع فرمایا۔ خاص طور پر امرِ مبارک کی عمومیت اور جامعیت کو خوب تفصیل اور وضاحت سے بیان فرمایا۔ آپ اچھے عالم تھے اور برہمو سماج سے وابستہ تھے۔ تعلیماتِ مبارکہ کو نہایت خضوع اور توجہ سے سنتے رہے۔ ہم عزّت و احترام کے ساتھ اُن سے رخصت ہوئے۔ عصر کو مس مارتھا روٹ نے بُدھوں کے معبد میں خطاب فرمایا۔ جلسہ کی صدارت تھیاسفی کے صدر مسٹر ڈُمکرجی نے فرمائی۔ سامعین میں شہر کے سارے

مکاتب فکر کے لوگ موجود تھے، خطاب نہایت پُراثر و پُرسوز تھا۔ صدارتی تقریر میں مسٹر مکرجی نے بہت تعریف فرمائی اور کہا "مس مارتھا روٹ نے ہمیں بتایا ہے کہ ہم ایک دوسرے کو سمجھیں اور ایک دوسرے کے دوست اور بھائی بن کر رہیں، تاکہ کرۂ ارض سے جنگ و جدال کا خاتمہ ہو جائے لہٰذا بہتر ہے کہ ہم آج سے عہد کریں کہ ہم ان تعلیمات پر عمل پیرا ہوں گے۔"

۲۳ - جولائی ۱۹۳۰ء

صبح کے سات بجے بحری جہاز سے عازم رنگون ہونا تھا۔ وہ خط جو محفل روحانی طہران کو لکھا گیا تھا جناب نصر اللہ بدری کے حوالے کیا تاکہ وہ محفل کو بھیجدیں، اس اثناء میں جناب شاہ بہرام موبدزادہ سے ملاقات کی، وہ فرامرز کی دوکان پر کام کرتے تھے، پھر محلہ بالی گنج میں احباب سے ملنے کے لئے گئے، جناب مجیب الرحمٰن بھی اسی محلہ میں مقیم تھے، احباب نے محبت کا اظہار کیا۔ رخصت کے وقت چند احباب نے بندر تک ساتھ دیا۔ ان میں جناب عبدالرشید جیلانی بھی تھے، جن کے نام حضرت عبدالبہاء نے لوح نازل فرمائی تھی اور "رجل الرشید" کا خطاب عطا فرمایا تھا۔

۲۴ - جولائی ۱۹۳۰ء

کل جہاز پرسکون رہا۔ مگر آج سمندر میں طغیانی کے باعث جہاز نے بہت تکان دی اور میں سرہانے سے سر اوپر نہیں اٹھا سکتا تھا مس مارتھا روٹ بار بار درجۂ دوم کے بالائی کمرے سے نیچے آکر میری احوال پرسی کرتیں اور مادرانہ ہاتھوں سے کھانا کھلاتیں، مگر جہاز میں تکان کی وجہ سے قے ہو جاتی

اور مجھ بہت تکلیف اٹھانا پڑتی۔ بعد میں جہاز قدرے پُرسکون ہوا اور میں ان سطور کے لکھنے میں مصروف ہوا۔

۲۵ ؍ جولائی ۱۹۳۰ء

الحمد للّٰہ آج سمندر میں آرام ہے، میں کراچی اور اپنے گھر خط لکھنے کے قابل ہوا۔ مادرِ عزیز روحانی مس مارتھا روٹ نے جب بندہ کو بیٹھا ہوا اور تحریر میں مصروف پایا تو مسرّت و خوشنودی کا اظہار اس طرح فرمایا کہ جو مسافر جہاز کے صحن سے دیکھ رہے تھے تعجب کرنے لگے، کہ ایک عالی قدر امریکی خاتون کس طرح ایک دہقان زادہ ایرانی کی تیمارداری اور خدمت کر رہی ہے۔

۲۶ ؍ جولائی ۱۹۳۰ء

• صبح سات بجے جہاز رنگون پہونچا، جو احباب استقبال کے لئے بندر پر تشریف لائے ہوئے تھے، اُن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

جناب غلام مرتضیٰ علی، جناب سیّد علی شیرازی، جناب محمد ارسطو، جناب حسام الدین اور اُن کے والد جناب ڈاکٹر عبد الحکیم، جناب محمد قاسم، جناب عبد الرحیم، جناب سیّد عبد الجبار جو قادیانی تھے اور ابھی ابھی امر مبارک کو قبول کیا تھا اور رنگون میں تبلیغ امر اللہ میں معروف تھے۔ رنگون میں وارد ہونے کے بعد سب سے پہلے ہم امریکی قونصل خانے گئے اور اطلاع دی کہ ہم نے کلکتہ میں برما کا ویزا لیتے وقت اسی قونصل خانے کا پتہ دیا تھا اگر کوئی پوچھے تو پتہ دے دیں، انھوں نے کہا کوئی مضائقہ نہیں، مس مارتھا روٹ نے چند خطوط جو قونصل خانے کے پتے پر آئے ہوئے تھے، لئے۔ بعد میں گورنمنٹ ھاؤس جاکر سرکاری ڈاکٹر جناب ڈاکٹر مظہر علیشاہ اور اُن کے فرزند

جناب حشمت علی شاہ سے جو ان دنوں کالج میں پڑھ رہے تھے ملاقات کی چونکہ وہ محفل کے ممبر تھے اس لئے ہماری رہنمائی فرمائی اور ہم جناب ڈاکٹر عبدالحکیم کے گھر لوٹے، اور دن کے ایک بجے منڈلے کی طرف روانہ ہوئے۔

آج منڈلے جاتے ہوئے راستہ میں، اور اسٹیشنوں پر عجیب عجیب چیزیں دیکھیں۔ "کوکبِ ہند" میں اشاعت کے لئے ایک مقالہ تیار کر کے بھیجا گیا۔ مقالہ میں لکھا گیا کہ الحمدللہ ہم ایسی جگہ پہنچ آئے ہیں جہاں خوراک مذہب کے نام سے نہیں بکتی، صرف خوراک کا نام لیتے ہیں۔ کیونکہ ہندوستان کے ریلوے اسٹیشنوں پر بلند آواز سے کہا جاتا ہے "مسلمان گوشت روٹی" "ہندو دال، پوری پکوڑا" "مسلمان پانی" "ہندو پانی"۔ مگر منڈلے کی راہ میں صرف خوراک کا نام لیا جاتا ہے۔

۲۷ جولائی ۱۹۳۰ء

صبح کے چار بجے دار منڈلے ہوئے، اور محفل روحانی کے صدر اور مس ہلہ ہلہ کے والد جناب محمد شفیع کے گھر پر قیام کیا۔ جناب سید مصطفیٰ رومی اور اُن کی خانم حلیمہ بے اور تینؔ اور احباب داماء الرحمٰن کی جماعت سے ملاقات کی، جناب سید مصطفیٰ رومی سے جن کا وجود اس ملک میں مجسّم آثار و تاریخ امری تھا مفصّل ملاقات کی،

آپ نے اُس درخواست کا مسوّدہ ہمیں دکھایا جو آٹھ سو تیرہ احبابِ ہندو برما کے دستخطوں کے بعد حضرت عبدالبہاء کے حضور بھیجی گئی تھی اور ہیکلِ مبارک کو ہندوستان آنے کی دعوت دی تھی، جب رومی نے افسوس کا

اظہار کیا کہ یہ ملک قدوم مبارک سے محروم رہا۔ البتہ خود جناب رومی چند مرتبہ حضورِ اقدس میں مشرف ہوئے، جناب رومی فارسی، انگریزی، عربی، اُردو، بنگالی، مدراسی، برمی میں بخوبی گفتگو کر سکتے تھے۔ گجراتی۔ ہندی اور دیگر بہت سی زبانیں اور بھی تھوڑی بہت جانتے تھے، ایک وقت کے کھانے پر ہمیں جناب رومی نے اپنے گھر پر بلایا اور ان دو میزبانوں کی خلوص نیّت و رُوحانیت سے ہم بہت مستفیض ہوئے، ضیافتِ عصرانہ کے بعد عکسِ مبارک، اور آثارِ مبارکہ کو ایک ایک کر کے چُوما۔ مس مارتھا روٹ یہ عقیدت دیکھ کر نہایت مسرُور ہوئیں۔

۲۸ - جولائی ۱۹۳۰ء

صبح مس ھلہ ھلہ کے والدین سے ملنے گئے اور اُن کی محبت اور خدمات کا شکریہ ادا کیا، جناب سیّد مصطفیٰ رومی، جناب محمد شفیع و مس ھلہ ھلہ کے والد کی عدم موجودگی میں بھی ان کی خدمات و جاں نثاری کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔ اور اس لئے کہ ان کی دختر بہت قابل اور نیک تھیں ہم بعد میں "حظیرۃ القدس" گئے۔ محفل رُوحانی کی لائبریری اور حضرت عبد البہاء کا تاج مبارک، جو وہاں آثارِ امری کے لئے باعثِ زینت تھا دیکھا اور بہت خوشی حاصل ہوئی اس کے بعد ہم جناب سیّد مصطفیٰ رومی اور اُن کی خانم محترمہ حلیمہ کی ملاقات کے لئے اُن کے گھر گئے، یہ بہت بڑی اور شاندار عمارت تھی اس کے صحن میں باغات لگے ہوئے تھے اور خوب صورت گل کاری کی گئی تھی، یہ مکان انھوں نے امرِ مبارک کو تقدیم کیا ہوا تھا اور اس پر حضرت ولی امر اللہ کا اسمِ مُبارک ثبت کیا ہوا تھا

مکان کی تعمیر کا حال جناب رومی سے مس مارتھا روٹ نے سُنا تو بہت مسرّت و قدر دانی کا اظہار فرمایا۔ اسی طرح ہم نے زیارت الواحِ مبارکہ، اور آثارِ متبرکہ کی زیارت کی سعادت بھی حاصل کی،

عصر کو مس مارتھا روٹ نے انجمن تھیاسفی میں لیکچر دیا اور سامعین نے نہایت ادب اور غور سے سُنا۔

۲۹ ؍ جولائی سنہ ۱۹۳۰ء

صبح جناب سیّد مصطفےٰ رومی مس مارتھا روٹ کی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ امراللہ کی تبلیغ اور اس ملک میں اس کی پیشرفت، اور محفل مقدّس ملّی کے اقدامات وغیرہ کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ بعد میں الواح و آثارِ امری کی زیارت کی، اور انھیں پڑھ کر تشریح کی۔ مس مارتھا روٹ دنیا میں امراللہ کا نمونہ ہونے کے باوجود آیاتِ مبارکہ کو اس خضوع اور یکسوئی سے سنتی رہیں کہ خیال ہوتا تھا جیسے حقیقتاً کوئی بچہ سبق پڑھ رہا ہو۔

ظہر کے بعد ایک پارسی دوست جناب ملان جو منڈلے کی انجمنِ تھیا سفی کے صدر تھے تشریف لائے۔ چائے کے بعد مس مارتھا روٹ سے رُوحانی گفتگو میں حصہ لیا اور مسرور و مطمئن ہو کر رخصت ہوئے۔

عصر کے وقت مس مارتھا روٹ نے بلدیہ کی لائبریری میں "حیات بعد الموت" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ سامعین بہت متاثر و محظوظ ہوئے۔

۳۰ ؍ جولائی سنہ ۱۹۳۰ء

آج رنگون کو روانگی ہونے والی تھی۔ اکثر احباب خصوصاً جناب محمد شفیع

کا کنبہ جو بندہ اور مس مارتھا روٹ کے میزبان تھے، پروانہ وار اُن کے گرد
جمع ہو گئے اور پوچھنے لگے کہ آپ اتنی جلدی کیوں جا رہی ہیں؟ دن کے ڈھائی
بجے جبکہ ٹرین کو چلنا تھا، سب اسٹیشن تک تشریف لائے اُن کے نام یہ
ہیں: جناب کو میاجی، جناب کو باجی، جناب عمودی، جناب فقیر محمد کانپوری،
مس ھلہ ھلہ کے ماموں مع عیال، مس ھلہ ھلہ کے بھائی کی اھلیہ اور لڑکی،
مس ھلہ ھلہ کا بھائی ایک سال قبل جوانی کے عالم میں فوت ہو گیا تھا اُن
کی لڑکی کا نام مس خین تھا، وہ بہت رُوحانی لڑکی تھی اور منڈلے میں چند
دن مس مارتھا روٹ سے اسپرنٹو زبان سیکھنے میں مشغول رہی تھی
اور بندہ نے اظہارِ محبّت و قدردانی کے طور پر بعض چیزیں میزبان کے
بچوں میں بطور تحفہ تقسیم کیں وہ بہت خوش ہوئے،

۳۱ ؍ جولائی سنہ ۱۹۳۰ء

صبح آٹھ بجے وارِد رنگون ہوئے اور جوان نورانی جناب سیّد حشمت
علی شاہ نے بتایا کہ انھوں نے اور دیگر احباب نے جو محفلِ رُوحانی کی
طرف سے مقرّر کئے گئے تھے، مس مارتھا روٹ کے پانچ عمومی لیکچروں کا
انتظام کیا ہے اور انھوں نے پروگرام بھی دکھایا مس مارتھا روٹ بہت
مسرُور ہوئیں،

پھر گورنمنٹ ہاسپٹل میں جا کر جناب سیّد مظہر علیشاہ سے ملاقات
کی، عصر کو انجمن تیاسفی میں مس مارتھا روٹ نے خطاب فرمایا، جلسہ کے
صدر جناب دنجی شاہ پارسی تھے، تقریر کے بعد مس مارتھا روٹ

پھر گھڑی ہوئیں، شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا۔ خدا کا شکر ہے کہ دینِ بہائی ایران سے ظاہر ہوا۔ اور ایران کی قدیم اور ستم دیدہ ملّت کو سرفراز کیا۔ کیونکہ ہمارے آبا و اجداد کی یادگار یہی زرتشتی لوگ ہیں، جناب دنجی شاہ نے اپنے چچازاد بھائی جناب کاوس جی عدلجی کا تعارف کروایا، جو کراچی میں مقیم تھے۔

یکم اگست ۱۹۳۰ء

صبح مبتدیوں اور دوستوں کی ایک جماعت سے ملاقات ہوئی۔ اور پھر ایک چھوٹی کشتی میں، جو رنگون کے دریا میں تیرتی تھی، سوار ہوئے اور ظہر سے قبل ہی "دید نو" گاؤں پہنچ گئے۔ اس گاؤں کو حضرتِ عبدالبہاء نے اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے فرمایا تھا "یہ گاؤں میرا ہے۔" اور اس کے باشندوں سے اظہارِ محبت کیا تھا۔ اس گاؤں کے تمام باشندے بہائی ہیں اور ایک لکڑی کی عمارت جسے مرحوم سید مہدی شیرازی نے تعمیر کروایا تھا "مشرق الاذکار" کے نام سے موجود ہے۔ ایک دوسری عمارت بھی دیکھی جس میں جلسے ہوتے اور بہائی اسکول کے طور پر بھی استعمال ہوتی تھی، ہم نے اسی میں اپنے بستر بچھائے اور اس گاؤں کے احباب کی سادگی اور گرمجوشی سے بہت محظوظ ہوئے،

غروبِ آفتاب کے قریب ایک بڑی گھنٹی بجائی گئی اور بچوں اور عورتوں کی ایک جماعت اسکول کے ہال میں جمع ہوئی اور بہائی ترانے، جو جناب سید مصطفیٰ رومی نے ان کو دیئے تھے، پڑھنے شروع کئے اور مرد احباب جو زمین میں ہل چلانے میں مصروف تھے، کام چھوڑ کر اور بیل کھول کر دور سے بھاگے ہوئے آ رہے تھے۔ اپنے لکڑی سے بنے ہوئے مختصر گھروں میں داخل ہوئے اور صاف و سادہ کپڑے پہن کر ہال میں آ موجود ہوئے

اور صاف فرش پر بکمال ادب سے بیٹھ گئے اور فوراً بچوں اور خواتین کے نغمات میں ہم نوا ہو گئے۔ آخر کے کلمات یوں تھے: یا سیّدی عبد البہاء۔ دیگر بار مسیح آمد ھلہ لویا۔ اللہ ابہیٰ۔ اللہ ابہیٰ۔ عبد البہاء۔ بعد میں مس مارتھا روٹ نے بیانات فرمائے اور جناب سیّد عبد الحسین شیرازی نے برمی زبان میں ترجمانی فرمائی اور تشکر و امتنان کا اظہار کیا۔ اسی عصر کو رنگون لوٹے۔ کیونکہ مس مارتھا روٹ کی رہائش کے لئے 'دیدنو' میں وسائل نہیں تھے۔

۲ - اگست ۱۹۳۰ء

صبح احباب رنگون جو ملاقات کے لئے تشریف لائے ان میں جناب ذبیح اللہ زرقانی مرحوم میرزا محمود زرقانی کے بھتیجے بھی تھے جنہوں نے حضرت ورقۂ مبارکۂ علیا کی تصویب اور میرزا محمود زرقانی کے مشورے سے سیّد عبد الحسین شیرازی کی بہن یعنی مرحوم سیّد اسمٰعیل کی دختر سے شادی کی تھی۔ آپ بعد میں جانار کی سیر کے لئے گئے اور عصر کو رنگوں کے روزنامہ 'ٹائمز' میں حضرت عبد البہاء اور مس مارتھا روٹ کے فوٹو چھپوائے اور موخر الذکر کے تبلیغی سفر کے حالات اور مقاصد بھی چھپوائے۔ اس اخبار کے چند پرچے خرید کر اطرافِ ھند و برما میں بھیجے گئے۔ نیز مس مارتھا روٹ کی تقریر کا اعلان بھی چھپوایا گیا جس میں کہا گیا کہ آپ برہمو سماج ہال میں امر اللہ اس کی تاریخ اور صداقت پر لیکچر دیں گی، چنانچہ اجتماع میں سامعین کی بہت بڑی تعداد موجود تھی۔

۳ - اگست ۱۹۳۰ء

صبح کو مس ھلہ منڈلے سے یہاں تشریف لائیں۔ بندہ اور مس مارتھا روٹ استقبال کے لئے گئے۔ وہ اپنی بہن میا میا جو نیشنل اسکول میں معلمہ

تھیں، ان کی ملاقات کے لئے چلی گئیں۔ بندہ جناب سید مظہر علیشاہ کے گھر پہنچا اور محفل ملی اور تبلیغ امراللہ پر گفتگو ہوئی اور مفید مشورے کئے گئے۔

عصر کو پہلے پروگرام کے مطابق مس مارتھا روٹ نے ریڈیو اسکول میں لیکچر دیا۔ جلسہ کے صدر ایک ہندوستانی سکھ تھے۔ لیکچر کے اختتام پر تعلیمات مبارکہ کی تعریف فرمائی۔ ایک دوسرے شخص نے جن کا نام رہتو کل تھا، اٹھ کر کہا۔ "بہتر ہے کہ ہم مس مارتھا روٹ کے نقش قدم پر چلیں اور کوشش کریں تاکہ تمام بنی نوع انسان کے اندر اخوت پیدا ہو جائے۔"

بعد میں ہم جناب ڈاکٹر عبدالحکیم کے گھر پہنچے اور ہندو برما میں امراللہ کی کیفیت وغیرہ پر گفتگو اور مشورہ ہوا، جناب ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی فرمایا: "بہتر ہے کہ محفل ملی ہندو برما میں الگ الگ قائم کی جائے تاکہ ممبروں کے لئے آنا جانا دشوار نہ ہو۔"

۴۔ اگست ۱۹۳۰ء

ظہر سے پہلے مس مارتھا روٹ، بندہ اور جوان بہائی جناب حشمت علی شاہ کی رفاقت میں عیسائیوں کے گرلز اسکول میں تشریف لے گئیں اور برما کی عیسائی لڑکیوں، یورپین لڑکیوں، یوروپین پادریوں اور یوروپین معلمات کے سامنے آپ نے لیکچر دیا۔ آپ کا یہ لیکچر اُن کے سابقہ لیکچرز سے زیادہ موثر تھا۔ آپ کے انداز تقریر میں یہ بات تھی کہ جب آپ حضرت بہاءاللہ یا حضرت عبدالبہاء یا حضرت شوقی آفندی کا اسم مبارک لینا چاہتیں تو ایک یا چند سیکنڈ ٹھہر کر کمال خضوع و ادب سے اسم مبارک لیتیں۔ آخر میں مناجات تلاوت کی گئی۔ عصر کو جناب ڈاکٹر عبدالحکیم کے گھر پر احباب کی محفل منعقد ہوئی، جو محبت اور روحانی ترقی کا باعث ہوئی۔

۵۔ اگست ۱۹۳۰ء

آج مس مارتھا روٹ نے رنگون یونی ورسٹی میں امراللہ پر لیکچر دیا اور جلسہ کی صدارت جناب وائس چانسلر نے فرمائی۔ سامعین کی تعداد تین سو سے زیادہ تھی۔ لیکچر ختم ہونے پر طلبہ نے اس قدر اظہارِ مسرت کیا اور تالیاں بجائیں کہ ایک میل تک آواز سنائی دیتی تھی، آخر میں صدرِ جلسہ نے سامعین کو اجازت دی کہ اگر کوئی کسی قسم کا سوال پوچھنا چاہے تو پوچھ سکتا ہے۔ ایک جوان نے سوال کیا کہ "رسولوں کے مسلسل آنے اور احکامِ الٰہی کی تبدیلی میں حکمت کیا ہے؟" مس مارتھا روٹ نے کمال متانت سے جواب دیا۔ صدرِ جلسہ نے موصوفہ کے لیکچر کی تعریف فرمائی اور کہا "اگرچہ حضرت بہاء اللہ کی یہ تعلیمات خوب ہیں مگر اہلِ عالم تیار نہیں ہیں کہ اپنے دین، اپنی زبان، اور اپنے وطن سے ہاتھ اٹھا کر۔ ایک دین کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں اور کرۂ ارض کو ایک وطن سمجھیں، اور ایک زبان میں گفتگو اور خط و کتابت کریں۔"

مختصر یہ کہ رنگون میں مس مارتھا روٹ کا یہ آخری لیکچر تھا اور کل صبح کو سینگاپور کے راستے آپ کو عازم امریکہ ہونا تھا۔ رات کو سب سے رخصت لی اور ایک دن بعد یعنی ۵ اگست کو بندہ بھی بحری جہاز سے کلکتہ روانہ ہوا اور وہاں سے ٹرین کے ذریعہ کراچی پہونچا؛

فدایای یاران رحمانی

اسفندیار بختیاری

ترجمہ را در اردو کہ توسط صابر آفاقی لعمل آمدہ است، تجدید نظر و اصلاحات لازمہ در ترجمہ اجراء گردید،

محفوظ الحق علمی، ۳۱ اگست ۱۹۶۳ء

ماخوذ از اخبار امریٰ ہندوستان
دسمبر ۱۹۳۷ء ۱۱

محترمہ مس مارتھا روٹ ہندوستان و برما میں

محترمہ مس مارتھا روٹ ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۳۷ء کو سیلون سے بمبئی پہنچیں، احبار بمبئی نے آپ کا شاہانہ استقبال کیا۔ محفل روحانی ملی نے بھی اپنے ششماھی جلسہ کی تاریخیں وہی مقرر کی تھیں، محترمہ مس مارتھا روٹ نے بمبئی میں وارد ہونا تھا۔ آپ پانچ دن بمبئی میں ٹھہریں اور یہ پانچ دن بمبئی کے احباب کے لئے دن عید اور رات شب برات تھے، ان خدا کے پیاروں نے جلسے کئے اور لیکچروں کے انتظام کئے جن کا حال شہر کے سب اخباروں نے چھاپا، محفل روحانی ملی نے محترمہ مس روٹ کے مشورہ کے مطابق محترمہ کے لئے ایک پروگرام تیار کیا۔ حضرت باب کے میلاد مبارک کے دن جلسہ عام میں لیکچر دے کر جس میں شہر کے سابق میئر رئیس جلسہ تھے محترمہ مس روٹ سورت کو روانہ ہوگئیں؛

سُورت:- آپ یہاں دو دن ٹھہریں اور ان دو دنوں میں مسٹر دکیل کے مکان پر وکیلوں، ججوں اور شہر کے دوسرے بڑے بڑے لوگوں سے ملاقات کی۔ آریہ سماج ہال میں ایک لیکچر بھی دیا اس لیکچر میں ۲۵۰ سے ۳۰۰ تک سامعین تھے، اخباروں میں آپ کے لیکچر کا پورا حال چھپا اور اس طرح امرِ مبارک کو خوب شہرت حاصل ہوئی؛

پونا:- چونکہ آپ یہاں بہت کم عرصہ ٹھہریں. اس لئے عام لیکچر کا انتظام نہیں ہو سکا. آپ نے اخباروں کے نمائندوں اور شہر کے احباء الہٰی سے ملاقات کی.- آپ بہائی سکول اور بہائی گلستان دیکھنے کے لئے تشریف لے گئیں، احباء الہٰی کو آپ نے تبلیغ کے متعلق نہایت عمدہ ہدایتیں دیں.- ان ہدایات کو مختصر کر کے ہم اسی اشاعت میں کسی دوسری جگہ شائع کر رہے ہیں.- آپ جنوبی ہندوستان کے سفر سے واپس ہوتے ہوئے دوبارہ پونا تشریف لے جائیں گی ؞

برما

رنگون:- ۲۶ر اکتوبر کو پونا سے چل کر ایک دن بمبئی ٹھہریں اور پھر وہاں سے برما کے لئے روانہ ہوگئیں، ۲ر نومبر کو رنگون پہونچیں احباء رنگون نے آپ کے لئے ایک مفصل پروگرام تیار کر رکھا تھا آپ نے وائی.ایم.سی.اے (ٹاؤن برانچ) آریہ سماج (سنٹرل) تھیاسوفیکل سوسائٹی.- برہمو سماج.- مالابار کلب اور روٹری کلب میں لیکچر دئے آپ کے رنگون پہونچنے سے پہلے ہی اخباروں کو آپ کے متعلق پوری اطلاع بھیجدی گئی تھی اس لئے جیسے ہی آپ وہاں پہنچیں سب بڑے بڑے اخباروں نے آپ کے اور امر مبارک کے متعلق نہایت عمدہ مضامین لکھے.- رنگون ٹائمز کے نمائندے نے جو ایک کثیر الاشاعت انگریزی کا اخبار ہے آپ سے ملاقات کی اور شنگھائی میں امر مبارک کی تبلیغ کے متعلق جوابات

حیثیت آپ سے کی تھی اُسے شائع کیا۔ رنگون ٹائمز گیارہ مہینوں سے ہر ہفتہ امر بہائی کے متعلق ایک مضمون چھاپتا ہے۔ رنگون گزٹ کے نمائندے نے بھی جو ایک اور کثیر الاشاعت انگریزی اخبار ہے، اپنی ملاقات کا حال نہایت تعریف آمیز الفاظ میں شائع کیا۔ آپ کے لیکچروں کو سننے کے لئے ہمیشہ لوگ شوق سے جوق در جوق آتے تھے۔ ان جلسوں کی صدارت شہر کے مشہور مشہور آدمیوں نے کی۔ حقیقت یہ ہے کہ محترمہ مس مارتھا روٹ نے اس پانچ لاکھ باشندوں کے شہر میں ایک دینی ہلچل پیدا کر دی۔ رنگون ایک ایسا شہر ہے جس میں دنیا کی ہر مذہب اور قوم کے انسان موجود ہیں۔

رنگون کے اہل بہاء سے آپ نے حظیرۃ القدس میں دو ملاقاتیں کیں، بچوں کا جلسہ بہت پُر لطف تھا۔ آپ نے بچوں کی ایک کلاس کا افتتاح کیا۔ اور پہلا سبق خود دیا۔ رنگون کی محفل روحانی کا ارادہ ہے کہ وہ اس کلاس کو محترمہ کے تشریف لانے کی یاد میں جاری رکھے گی:

مانڈلے:۔ محترمہ اپر برہما کے اس قدیم دار السلطنت میں ۱۰ ارنومبر کو پہونچیں، جناب سیّد مصطفےٰ رومی مبلغ شہیر مع احباب کے اسٹیشن پر آپ کے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ آپ نے مانڈلے کی میونسپل لائبریری میں ایک لیکچر دیا۔ جلسہ کے صدر او تھی سہے بی اے۔ بی۔ ایل نارمل اسکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ سامعین میں سے کچھ آپ سے

ملنے کے لئے آئے اور سوال پوچھے جن کے جواب محترمہ نے تسلّی بخش دیئے۔ اہلِ بہآء جو مانڈلے کے قرب و جوار میں رہتے ہیں، دُور دُور سے آپ سے ملاقات کرنے کے لئے آتے۔

ٹانگو:۔ مانڈلے سے چل کر آپ راستے میں ٹانگو اتر پڑیں۔ یہ برما کا مشہور شہر ہے اور ۲۳۰۰۰ انسان اس میں رہتے ہیں اس سے پہلے کوئی بہآئی مبلّغ اس شہر میں نہ گیا تھا۔ جناب ڈاکٹر عبدالطیف کی کوشش تھی کہ اس شہر میں بھی امر اللہ کی آواز بلند ہوئی آپ پہنے سے اس شہر میں تشریف لے گئے اور جوبلی لائبریری میں آپ کے لیکچر کا انتظام کیا۔ ڈاکٹر بہل سول سرجن جلسہ کے صدر تھے۔ ڈاکٹر بہل نے محترمہ کو لیکچر کے بعد اپنے گھر میں کھانے کی دعوت بھی دی اس جگہ چار شخص، جن کو امرِ مبارک کا کچھ شوق پیدا ہو گیا تھا، محترمہ سے ملنے کے لئے آئے۔ آپ اسی رات ٹانگو سے روانہ ہوگئیں۔ اسٹیشن پر ۹ شخص جو آپ کے لیکچر سے متاثر ہوئے تھے آپ کو رخصت کرنے کے لئے آئے۔ ٹانگو میں امرِ مبارک کا چرچا ہونا ہمارے امرِ مبارک کے لئے بہت ہی اچھا ہے، اور ہم اپنے پیارے بھائی ڈاکٹر عبدالطیف کے شکر گذار ہیں۔

ڈیدناو (گنجانگون) جناب سیّد عبدالحسین شیرازی اور جناب سیّد غلام مرتضیٰ علی کے ساتھ محترمہ مس مارتھا روٹ۔ ۲ نومبر کو اس بہآئی گاؤں میں جہاں ۸۰۰ اہلِ بہآء آباد ہیں۔ تشریف لائیں۔ گاؤں کے اہلِ بہآء نے اپنے محترم مہمان کے استقبال کے لئے نہایت وسیع پیمانے پر

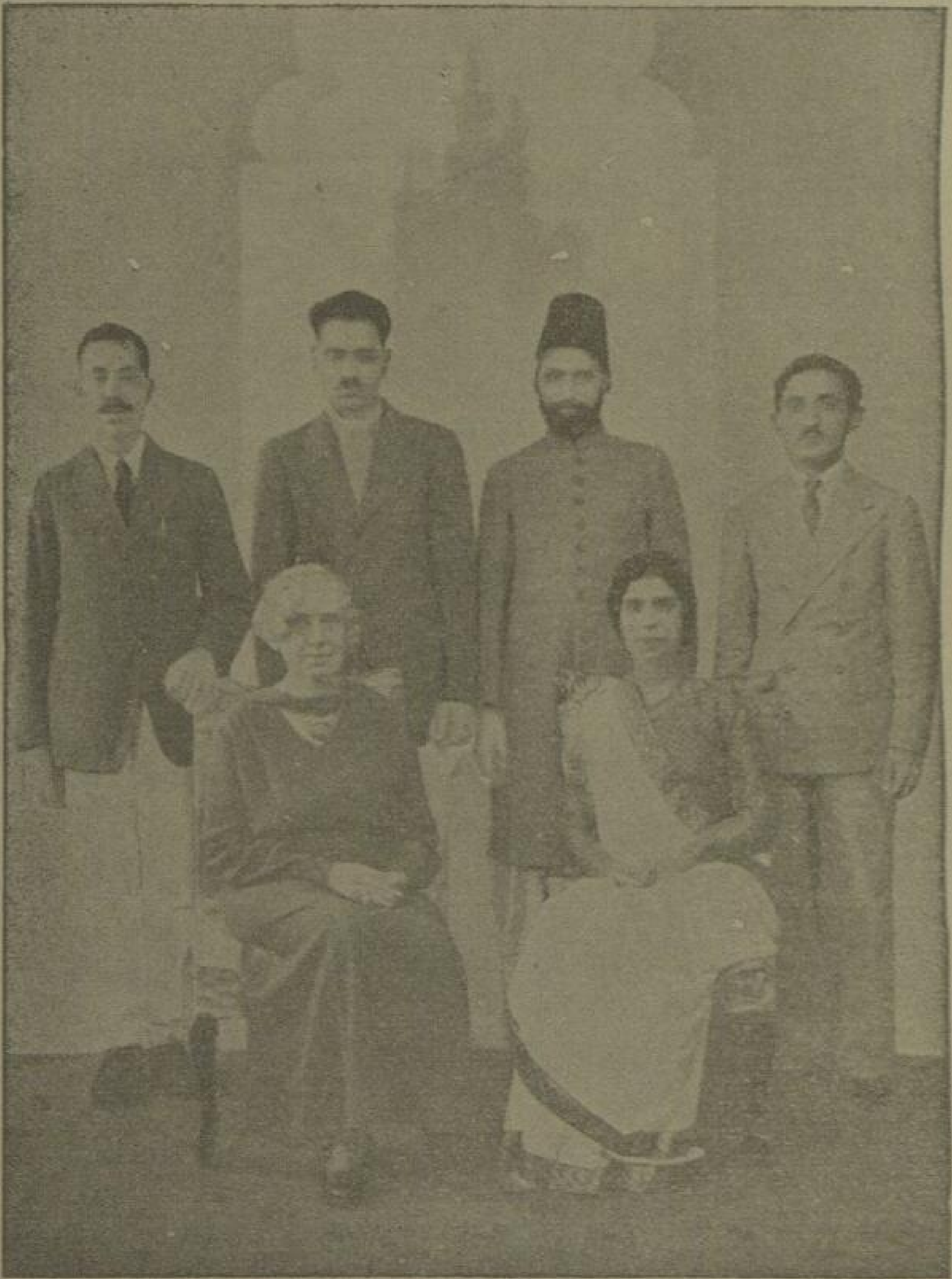
تیاریاں کی ہوئی تھیں۔ بڑی سڑک سے محفل کے دروازہ تک ایک نئی سڑک اس موقعہ کے لئے تیار کی گئی تھی۔ محفل کا ہال نہایت سلیقہ کے ساتھ سجایا گیا تھا۔ جب محترمہ مس روٹ کی موٹر کار پہونچی تو محفل کا احاطہ احبّاء الٰہی و آماء رحمٰن سے پُر تھا۔ محترمہ بیگم خان نے اللہ ابہیٰ کے نعروں کے درمیان اپنے عزیز مہمان کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے۔ آپ ان کی محفل میں تشریف لے گئیں جہاں مناجاتیں اور نعتیں پڑھی گئیں۔ محترمہ مس روٹ لکھتی ہیں :- "ہمارا کیسا شاہانہ استقبال کیا گیا! میں انکی تعظیم اُن کے مناجاتوں کی تلاوت کرنے اور ان کے محبت بھرے چہروں کو کبھی نہ بھولوں گی۔

۴ بجے سہ پہر کو آپ موڑ سے لیکچر دینے کے لئے کنجا نگون تشریف لے گئیں۔ یہ ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جس میں ۶۰۰۰ کی آبادی ہے یہ بھائی گاؤں سے تقریباً ۳ میل کے فاصلے پر ہے۔ لیکچر نیشنل اسکول میں ہوا۔ جلسہ کے صدر ڈاکٹر گوربخش سنگھ صاحب تھے۔ لیکچر کا ترجمہ نیشنل اسکول کے ھیڈ ماسٹر اوسین نے برما زبان میں کیا۔ تقریباً ۱۵۰ لوگ آپ کا لیکچر سُننے آئے ہوئے تھے ان میں قصبہ کا جج نیشنل اسکول کے استاد اور بورڈ گرل اسکول کی اُستانیاں تھیں۔ حاضرین نے لیکچر کو نہایت توجہ کے ساتھ سُنا۔ ڈاکٹر گوربخش سنگھ اور آپ کی بیگم شام کے وقت محترمہ مس روٹ سے ملاقات کرنے کے لئے آئے اور دیر تک آپ سے بات چیت کرتے رہے۔

اگلے دن احباء الٰہی اور اماء الرحمٰن کی محفل پھر حظیرۃ القدس کے ہال میں ہوئی۔ مناجات پڑھے جانے کے بعد جناب محمد اقبال خان نے محترمہ مس روٹ کو خوش آمدید کہتے ہوئے ایک نہایت ہی اچھی تقریر پڑھ کر سنائی۔ محترمہ مس روٹ نے مناسب الفاظ میں شکریہ ادا کیا اور جلسہ نہایت روح درحیان کی فضا میں ختم ہوا۔ دیدناؤ کے منظر کو جناب سیّد غلام مرتضیٰ علی اس طرح بیان کرتے ہیں :- دیدناؤ کے احباب نے ہماری پیاری بہن مس مارتھا روٹ کا شاہانہ استقبال کیا۔ انھوں نے ہمارے لئے آسمانی دسترخوان بچھایا اور ہر ایک خاندان ہمارے کھانے کے لئے کچھ لایا۔ ہم پر اس کا بہت اثر ہوا۔ اور ہم نے حضرت بہاء اللہ ــــــــــ کا شکریہ ادا کیا کہ آپ نے ہم میں محبت اور خدمت کا اس قدر شوق پیدا کیا۔ ہم نے حضرت بہاء اللہ کے اس گاؤں میں ایک آسمانی رات گذاری حضرت عبد البہاء اس گاؤں کو محبت سے "دیدناؤ" فرمایا کرتے تھے۔ محترمہ مس روٹ ۲۱ نومبر کو رنگون لوٹ آئیں اور ۲۲ نومبر کو محفل رنگون نے حظیرۃ القدس میں الوداعی جلسہ کیا۔ ۲۳ نومبر کو منگل کے دن محترمہ مس روٹ کلکتہ کے لئے روانہ ہوئیں۔ احباء الٰہی بندرگاہ پر آپ کو الوداع کہنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔

محفل روحانی ملی بہائیان ہندو برما

ضروری تعلیمات کا ترجمہ جو بہائی ہال بمبئی میں ششماہی جلسہ کے دوران میں جو ۱۹ شہر المشیت الیٰ ۱۴ شہر العلم سنہ ۹۲ (۵ اکتوبر الیٰ ۱۹ اکتوبر



امته الله میس مارتاروت با پنج نفر از اعضاء محفل ملی
بهائیان هند و برما در بمبئی ۱۹۳۸ م

۱۹۳۶ء) ہوا۔ پاس ہوئیں۔

تصمیم ہوا کہ امریکا کے تابستانی مدارس (سمر سکولز) کی مانند ہندوستان و برما میں بھی ایک تابستانی مدرسہ قائم کیا جائے۔ امریکا کے ان مدارس میں شریک ہونے والے مدرسہ کے خرچ کے خود ذمہ دار ہوتے ہیں دوسرے شریک ہونے والوں کے علاوہ ریجینل تبلیغی کمیٹیوں کے نمائندے بھی ضرور اس مدرسہ میں شریک ہونے کی کوشش کریں۔ مدرسہ کا وقت اور مقام کانونشن کے موقع پر ہر سال مقرر ہوا کرے گا۔

تصمیم ہوا کہ ماہ جنوری ۱۹۳۶ء سے بہائی میگزین دوبارہ شائع کیا جائے۔ اور اس کے صفحات ۳۲ کر دیئے جائیں۔ اس میگزین کی فروخت کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی جائے جس کے اعضاء یہ ہوں:۔ بمبئی:۔ جناب مہربان خدابخش و جناب بہرام معنوی، پونا:۔ جناب امین اے بی کراچی:۔ جناب جہانگیر سہراب مالی۔ کلکتہ:۔ جناب اردشیر سیستانی۔ دھلی:۔ جناب سید محفوظ اسحق علمی، مانڈلے:۔ جناب سید مصطفےٰ رومی۔ رنگون:۔ جناب سید عبدالحسین شیرازی۔ دیدناؤ:۔ جناب محمد اقبال خاں۔ مدراس:۔ جناب اسحق پہلوان و جناب وردا چاری حیدرآباد (دکن):۔ جناب پروفیسر عبدالعزیز و جناب آقا اسداللہ کرمانی۔

تصمیم ہوا کہ آئندہ جو کتاب محفل رُوحانی ملّی چھپوائے گی اگر سرکاری قانون کے خلاف نہوگا تو محفل روحانی ملّی کا نام بطور ناشر لکھا جائیگا۔

تصمیم ہوا کہ مس مارتھا روٹ اور محترمہ شرین فوجدار کانونشن ادیان

میں جو انڈین ریسرچ .Research Institute انسٹیٹیوٹ کلکتہ کے زیر اہتمام ہو رہی ہے محفل روحانی ملّی کی نمایندہ ہوں۔

تقسیم ہوا کہ جناب اسفندیار بختیاری سفر تبلیغ میں اپنے خرچ پر محترمہ مس مارتھا روٹ کے ساتھ رہیں،

تصمیم ہوا کہ بہائیان ہند و برما کی دسویں کانونشن ایّام عید سعید رضوان ۹۵ مطابق ۲۷-۲۸-۲۹ اپریل ۱۹۳۸ء کراچی میں منعقد ہو،

◎

ماخوذ از اخبار امری
۱۲؍ مارچ ۱۹۳۶ء

تبلیغی اشارے جو محترمہ مس مارتھا روٹ کے لیکچر سے جو آپ نے احبائے پونا کو ۲۵؍ اکتوبر کو دیا۔ لئے گئے!

○

(۱) ہمیں چاہیئے کہ ہم ہمیشہ مناجات و دعا تضرّع میں مشغول رہیں کیونکہ دعا و تضرع بغیر اندیشہ کہے کہ ہم لڑکھڑا نہ جائیں۔

(۲) اپنی روحانیت کو بڑھانے کی کوشش میں ہمیشہ لگے رہیں،

(۳) ہمیں چاہیئے کہ انقطاعِ کُلّی حاصل کریں اور جب تبلیغ کرتے ہوں تو اپنے نفس کو بالکل بھول جائیں۔

(۴) اگر ہم امر اللہ کے مبلّغ بننا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہیئے کہ ہم تعلیمات مبارکہ کو روز پڑھیں،

(۵) ہمیں چاہیئے کہ تعالیم مبارکہ کے عامل ہوں۔ تبلیغ کا یہ طریقہ نہایت مؤثر ہے۔ یعنی ہماری زندگیاں تعالیم مبارکہ کے مطابق ہوں۔

(۶) منتصاعدالی اللہ جناب رندال (امریکہ کے ایک مشہور مبلّغ)

تبلیغ میں اپنی کامیابی کو اس طریقہ سے منسوب کرتے تھے :- مناجات وآیات الہٰیہ کو ہر روز پڑھنا۔ تنہائی میں ان آیات پر غور کرنا۔ اس طریقہ کا نتیجہ یہ تھا کہ آپ ہر روز نہایت مؤثر تبلیغ کر سکتے تھے، اور یہی سب ماہرین کی کامیابی کا راز ہے، یعنی ہر روز مشق کرنا، اگر ہم چاہتے ہیں کہ تبلیغ میں ایسی کامیابی نصیب ہو تو چاہیئے کہ ہر روز اس کی مشق کریں۔

(۷) پہلی ملاقات میں جو تاثرات ہوتے ہیں وہ بہت اہم ہوتے ہیں ممکن ہے، کہ مبتدی نے امر مبارک کے متعلق پہلے کچھ نہ سُنا ہو اس لئے ہمارا ظاہری منظر بھی خوب قوی یعنی ہمارا لباس اور ماحول پاکیزہ اور ستھرا ہو، جہاں تک ہو سکے ان کو بے عیب رکھیں۔ پہلی ملاقات میں چائے، مٹھائی اور مہربانی کے ساتھ مُبتدی کو پھول پیش کریں۔

(۸) دعا کریں کہ لکھوکھا انسانوں کو تبلیغ کر سکیں، جو خدا ہمیں ایک شخص کی تبلیغ کی طاقت دے سکتا ہے وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ ہمیں لکھوکھا انسانوں کی تبلیغ کرنے کی بھی تائید عطا کرے۔

(۹) اخباروں اور ریڈیو سے کام لیں۔ ان کے ذریعہ ہم لکھوکھا انسانوں کو پیغام پہونچا سکتے ہیں۔

(۱۰) ہمیں چاہیئے کہ ہم پمفلٹ اور کتابیں (الف) مختلف صوبوں اور ریاستوں کو بانٹیں (ب) اخباروں اور میگزینوں کے ایڈیٹروں کو بھیجیں اور جو مضامین یہ ایڈیٹر چھاپیں اُن کے لئے اُن کا شکریہ ادا کریں اور ان کی توجہ تعالیم مبارکہ کی طرف مبذول کریں۔

(۱۱) امریکا کا ایک بہائی ہر روز ۹ نئے شخصوں کو پمفلٹ بھیجتا ہے،

(۱۲) ہمیں چاہئیے کہ ایک نوٹ بک بنائیں جس میں مختلف مضامین پر جو آیات نازل ہوں وہ درج کریں، تاکہ ضرورت کے وقت اُن سے کام لے سکیں، اگر اقتباس مفصّل ہے تو کتاب کے صفحہ کو نوٹ کرلیں.

(۱۳) جن کو تبلیغ کر رہے ہو اُن کے لئے دُعا مانگو اور ہر وقت اُن کو یاد رکھو، حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں کہ اُنھیں پیار کرو، اگر آپ انھیں پیار کروگے تو وہ بھی پیار کریں گے اور اگر وہ آپ کو پیار کریں گے تو آپ کی باتیں بھی سنیں گے اور قریب ہوتے جائیں گے اور کتب مبارکہ کو پڑھ کر تلاش اور تحقیق کرنے لگیں گے اور آخر کو ایمان لائیں گے اور حقیقت سے معمور ہو جائیں گے،

(۱۴) محبّت یعنی روحانی محبت تعالیم مبارکہ کا جوہر ہے۔ محبّت اور خدمت دلوں کو کھینچ لیتی ہیں جو نزدیک ہو جائیں انھیں خدمت امراللہ میں اپنے ساتھ شریک کریں۔

(۱۵) تمہاری تمنّا یہ ہو کہ تم ایک مشہور مبلّغ بن جاؤ۔

(۱۶) تقریر اور تحریر میں حضرت عبدالبہاء کی پیروی کرو،

(۱۷) زندگی کے ہر لمحہ میں وہی کرو جو حضرت عبدالبہاء کیا کرتے تھے ،

ماخوذ از اخبار امری ہندوستان
۱۲، مارچ ۱۹۳۸ء

جنوبی ہندوستان کے سفرِ تبلیغ میں کچھ چمکتی ہوئی شعاعیں

(محترمہ مس مارتھا روٹ کے قلم سے)

○

۳ ار دسمبر ۱۹۳۷ء سے ۱۵ ار فروری ۱۹۳۸ء تک کی رپورٹ

جنوبی ہندوستان میں میرے تبلیغی کام کی رپورٹیں چھپ چکی ہیں ۱۵ ار اکتوبر ۱۹۳۷ء سے جب میں بمبئی پہونچی اور بمبئی۔ سورت۔ پونا میں مختصر سا دورہ اور لیکچر اور پھر بمبئی سے کلکتہ اور کلکتہ سے خلیج بنگال کے اس طرف برہما میں تبلیغی کام کے متعلق لکھا جا چکا ہے۔ کلکتہ میں ۳ ار دسمبر سے ۱۲ ار دسمبر تک جو کام ہوا اس کی بھی رپورٹ لکھی جا چکی ہے۔ دوم انڈین کلچرل کانفرنس اور اوّل کانونشن ادیان جو کلکتہ میں ہوئیں، اُن میں جو کام ہوا اور کلکتہ کے اہل بہاء کے کام کے متعلق اور اخباروں میں جو مضامین شائع ہوئے اُن کے متعلق بھی لکھا جا چکا ہے۔

کلکتہ:- پھر بھی کلکتہ کے متعلق میں کچھ مختصر سا عرض کرنا چاہتی ہوں

حضرت عبدالبہاء کی اُس لوحِ مبارک میں جو آپ نے مسٹر پریتم سنگھ کے لئے نازل فرمائی تھی، کلکتہ کا ذکر بہت امید بخش الفاظ میں کیا گیا ہے۔ میں اس لوح کو نقل نہیں کر سکتی اور نہ ہی اب وقت ہے کہ اُسے منگوا کر یہاں لکھا جائے۔ مگر اس لوح کا مفاد یہ تھا کہ بنگال میں امر اللہ کے پھیلانے سے سارے ہندوستان میں ہی تبلیغ امر اللہ کرنے میں بڑی مدد ملے گی۔ اس میں یہ شعر خاص کر نہایت خوب صورتی سے اس مطلب کو ظاہر کرتا تھا ؎

شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند
زاں قند پارسی کہ بہ بنگالہ میرود

میں اس بات پر زور دینا چاہتی ہوں کہ بڑی بڑی کانگرسوں اور مجالس میں امر بہائی کو پیش کرنے سے بہت بڑے بڑے مواقع ہاتھ لگتے ہیں۔ ان مجالس میں امر اللہ کی ندا کو ہزاروں لوگ سنتے ہیں۔ لیکچروں کے خلاصے اخباروں میں چھاپے جاتے ہیں اور ارباب استعداد سے انفرادی طور پر بات چیت کرنے کے موقعے ملتے ہیں کیونکہ ان کانگرسوں اور مجالس میں عموماً وہی لوگ ہوتے ہیں جن کی روحیں آزاد ہوتی ہیں، جو ترقی کے دلدادہ ہوتے ہیں اور جو دنیا کو بہتر بنانے کا مضبوط ارادہ کئے ہوتے ہیں۔

کلکتہ کی رائل ایشیاٹک سوسائٹی کی لائبریری کے مشہور و معروف عالم و فاضل پروفیسر م ح ہدایت حسین نے جو دنیا میں علوم مشرقی کے مستند عالم ہیں حضرت قرۃ العین کے متعلق ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے، ہندوستانی علماء میں سے غالباً آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے امر اللہ کے متعلق کوئی کتاب لکھی ہے آپ نے

فرمایا کہ "آپ نے مشہور و معروف ایرانی مبلغ جناب ابن اصدق سے جو سنہ ۱۹۰۲ء کے قریب ہندوستان تشریف لائے تھے، ملاقات کی تھی، جناب پروفیسر حسین نے فرمایا کہ جناب ابن اصدق صرف زرح۔ اخلاق کے مجسمہ اور بڑی دلکش شخصیت کے مالک تھے ہم دونوں نے کتاب ایقان فارسی زبان میں اکٹھے پڑھی تھی۔" آپ کا یہ جملہ ہمارے لئے ایک چمکتی ہوئی مثال ہے کہ ہم بہائی مبلغین کو کیسی صفات کا مالک ہونا چاہیئے۔ ہم سب پر آج کے روز مبلغ ہونا فرض کیا گیا ہے، اور جو طریقہ تبلیغ امر کا ہم اختیار کرتے ہیں ہمارے اس طریقہ سے متاثر ہو کر یا تو اس عہد کے اور آنے والے زمانہ کے متنورین امراللہ کو قبول کریں گے یا وہ اس کے اثر سے بے بہرہ رہیں گے۔

یہاں میں ایک اور بات پر زور دینا چاہتی ہوں اور وہ یہ ہے کہ کچھ صاحب استعداد ایرانی بہائی ایران میں اپنے کاروبار کو چھوڑ کر جنوبی ہندستان میں آکر کاروبار شروع کریں۔ اور اس کے مختلف شہروں میں آباد ہو جائیں۔ تو ان نازک ایام میں امراللہ کو اس مملکت میں عظیم الشان ترقی ہوگی۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں بہت سے بہائیوں نے ایک ریاست سے اپنا کاروبار اٹھا کر ایک ایسی ریاست میں جا کر کاروبار شروع کر دیا ہے جہاں امراللہ کی نداء بھی نہ پہونچی تھی اور اس طرح امراللہ کو وہاں بہت ترقی ہوئی ہے یہ ایک نہایت اہم نصب العین ہے۔ ایران اور ہندوستان میں ایک بہت بڑا اور مہم تمدنی تعلق ہے۔ ایرانی ہندوستان میں بہت شاندار کام کر سکتے ہیں۔ سنہ ۱۹۳۰ء سے جب میں کلکتہ آئی تھی اب تک امراللہ نے اس مشہور شہر

میں بہت بڑی ترقی کی ہے۔ اب اہلِ بہاء کی محافل ایک وسیع ہال میں ہوتی ہیں اور اس وقت سے اب تک اِن کی تعداد پانچ گنی زیادہ ہوگئی ہے۔

شانتی نکیتن:۔ ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور کی بین الاقوامی یونیورسٹی میں مسٹر اسفندیار بختیاری جو ھندوستان اور برہما کی محفل روحانی ملّی کے ممبر ہیں اور میں ۱۳-۱۴ ار فروری ۱۹۳۸ء کو شانتی نکیتن گئے، اسکول کے مہمان خانے میں ٹھہرے، ڈاکٹر ٹیگور سے ملاقات کر کے ہمیں بہت خوشی ہوئی۔ آپ نے محبّت بھرے اور پسندیدہ الفاظ میں حضرت عبدالبہاء کا ذکر کیا۔ جن سے آپ کی ملاقات ۱۹۱۲ء میں شیکاغو میں ہوئی تھی۔ میں اس ملاقات کے بیان برائے عالم بہائی جلدی لکھ رہی ہوں۔ ڈاکٹر ٹیگور نے فرمایا کہ امر بہائی کو ترقی دینا ایک نہایت مستحسن کام ہے اور شانتی نکیتن میں ہم تمام اعلیٰ دینی مقاصد کو جاری کرنا چاہتے ہیں۔ اور اگر ہمارے اسکول میں امر بہائی کا ایک پروفیسر مقرر کر دیا جائے تو ہمیں بہت خوشی ہوگی۔

ڈاکٹر ٹیگور اور مسٹر بختیاری میں ایران کے متعلق گفتگو ہوتی رہی (مسٹر بختیاری ایرانی ہیں۔ آپ بیس سال ہوئے ایران سے ہندوستان آئے تھے) جس میں ڈاکٹر صاحب کے ایران تشریف لے جانے کا خاص طور پر ذکر ہوتا رہا۔ اس مشہور و معروف شاعر نے ایران میں امر بہائی کی ترقی کے متعلق سوال کئے اور اہل بہاء کے تحمل اور بردباری کی بہت تعریف کی۔ ڈاکٹر ٹیگور کے اسکول کی لائبریری میں اچھی اچھی بہائی کتابیں موجود ہیں اور انھیں مزید امری کتابیں جمع کرنے کا بہت شوق ہے، تا کہ اُن کا ذخیرۂ کتب امری جہاں تک ممکن ہو مکمل ہو جائے

اسکول کے ایک ہال میں لیکچر دیا گیا جس میں اسکول کے سب طالب علم اور پروفیسر موجود تھے، لیکچر کے بعد سامعین نے سوال پوچھے جن کے تسلّی بخش جواب دیئے گئے، لائبریرین سب بہائی کتابیں ہال میں لے آیا تھا۔ لیکچر کے بعد میں نے ایک ایک بہائی کتاب کے متعلق انھیں سمجھایا۔ جناب بختیاری سے انھوں نے خواہش کی کہ ایرانی زبان میں مناجات تلاوت فرمائیں۔ آپ نے دو تین مناجاتیں قرأت فرمائیں (ہندوستان کے بہت سے متنوّرین فارسی زبان جانتے ہیں۔ اور زبانِ اُردو جو کبھی ملیون لوگوں کی زبان ہے فارسی سو ملتی جلتی ہو (Associated Press) ایسوسی ایٹیڈ پریس اور یونائیٹڈ پریس کے نمائندوں نے ملاقاتیں کیں اور ایک پروفیسر نے جو مجھے ماربرگ یونیورسٹی میں مل چکے تھے اور امراللہ کے متعلق خوب آگاہی رکھتے ہیں، ایسوسی ایٹیڈ پریس انڈیا کے لئے لیکچروں پر ایک مضمون لکھا۔

شانتی نکیتن میں کب امر بہائی کا پروفیسر مقرر ہوگا؟ بہائیوں کو چاہیئے کہ اس کام میں مدد کریں؛

تریوندرم۔ ترا ونکور؛ جناب بختیاری اور میں ۱۹ ار دسمبر سے ۲۳ ر دسمبر ۱۹۳۷ء تک تریوندرم میں رہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ کوئی بہائی مبلّغ کبھی تریوندرم میں آیا ہو اور لیکچر دئے ہوں اور اخباروں میں مضمون شائع کئے ہوں۔ ترا ونکور ایک بہت ترقی کرنے والی ریاست ہے اس سے ۲۶ سالہ نوجوان مہاراجہ نے ریاست کے مندروں میں سب ذاتوں کے لوگوں کو آنے اور عبادت کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ اور یہ ایک نہایت حوصلہ افزا

اور حیرت انگیز تحریک ہے جو دوسری ریاستوں میں بھی پنچ قوم کے لوگوں کو ایسی ہی رعایتیں حاصل کرنے میں مدد دیگی۔

ہم نے محل میں مہاراجہ تراونکور اور آپ کی والدہ محترمہ مہارانی تراونکور سے جو ایک بہت ہی قابل اور ترقی یافتہ مہارانی ہیں۔ ملاقات کی، مجھے یقین ہے کہ آپ دونوں تمام دینی تحریکات سے خوب واقف ہیں۔ کیونکہ آپ بہت آزاد خیال ہندو ہیں اور اتحاد عالم کی ضروریات کو خوب سمجھتے ہیں۔

(میں اس ملاقات کے متعلق ایک مضمون لکھ رہی ہوں)

ریاستہائے مدراس کے برطانوی ریذیڈنٹ مسٹر سی۔ بی سکرائن صاحب تریوندرم کی ریذیڈنسی میں ہمارے ساتھ نہایت شفقت سے ملے۔ آپ تعالیم بہائی سے بخوبی واقف ہیں اور ایران میں اپنی اقامت کے دوران میں بہت سے بہائیوں سے مل چکے ہیں، ہمیں آپ سے معلوم ہوا کہ ف پرح سکرائن آنجہانی جنہوں نے تیس برس ہوئے امر بہائی پر ایک کتاب لکھی تھی، آپ کے والد ماجد تھے ریذیڈنٹ صاحب نے ہمیں بتایا کہ آپ کے والد امر بہائی سے بہت شغف رکھتے تھے،

ہم نے تریوندرم کے تھیاسوفیکل ہال میں لکچر دیا۔ اس کا انتظام تھیاسوفیکل لاج کے پریذیڈنٹ پروفیسر سرینواسن نے کیا تھا جو مہاراجہ صاحب کے سائنس کالج کے پرنسپل تھے۔ وہاں ڈاکٹر اور مسز جیارام کوزنس بھی موجود تھے اور دونوں نے مختصر سی تقریریں کیں۔ ڈاکٹر کوزنس نے جو تراونکور کے ایک مشہور عالم ہیں۔ کہا کہ تیس سال ہوئے جب آپ کو کسی نے ایرک ہمینڈ کی لکھی ہوئی کتاب "سپلینڈر آو گاڈ" (بہاء اللہ) دی تھی۔ آپ اس وقت سے اس بہائی کتاب کو نہایت شوق سے

پڑھتے رہتے ہیں۔ مسز کورنس جو لیڈی بلا مفیل کی سہیلی ہیں۔ ہندوستان آتے ہوئے حیفا تشریف لے گئیں تاکہ حضرت شوقی آفندی کی خدمت میں باریاب ہوں۔ آپ نے حضرت شوقی آفندی کی روحانیت۔ تعلیم اور آپ کی عظیم الشان شخصیت کے متعلق ایک نہایت پُر جوش تقریر کی۔ مسٹر کورنس حضور مہاراجہ کے ساتھ جب کبھی آپ باہر تشریف لے جاتے ہیں میں نے دوسروں سے سُنا ہے مگر مجھے خود اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں کہ ٹراونکور کے وزیر اعظم ایک گرم بہائی سوفٹ ہیں

تریوندرم ہمارے جانے کی ایک وجہ یہ تھی کہ ٹھیک اس وقت آل انڈیا اورینٹل کانفرنس کا نواں اجلاس ۲۰ سے ۲۲ دسمبر ۱۹۳۷ء تک وہاں ہونے والا تھا یہ کانفرنس دو سال میں ایک دفعہ منعقد ہوتی ہے۔ ہم نے خیال کیا کہ یہ بہت ضروری ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے علمائے مشرق کو بہائی تعالیم مبارکہ پہونچائی جائیں کیونکہ اگر ہم صاحب علم لوگوں کو ان تعالیم مبارکہ کا شیفتہ بنائیں گے تو ہندوستان میں پروفیسر ایڈورڈ جی براؤن کاؤنٹ گوبینو۔ بیرن روزنس جیسے لوگ کیسے پیدا ہوں گے؟ ہماری آرزو یہ ہے کہ ھندوؤں مسلمانوں۔ بدھوں۔ زرتشتیوں کے علماء امر بہائی اور ان کے اپنے اپنے ادیان کے درمیان جو رشتہ ہے اُس پر خامہ فرسائی کریں میں نے علمائے مشرق کے نقطۂ نظر سے امر بہائی کے متعلق ایک مختصر سی تقریر کی۔ جناب بختیاری نے ایران کی مشہور و شہرۂ آفاق شاعرہ حضرت قرۃ العین کے متعلق ایک مختصر سی تقریر کی۔

جس دن ہم تریوندرم پہونچے اُسی دن ہم نے امر کے متعلق اخباروں کے لئے مضامین لکھے۔ پھر ٹراونکور کے اخبار نویسوں کی انجمن نے ہمیں اپنے کلب ہاؤس

میں چلنے کی دعوت دی، ان اخبار نویسوں نے اپنے اپنے اخباروں میں امر کے متعلق کئی مضمون شائع کئے اور وہ آئندہ بھی ایسے مضامین شائع کرتے رہیں گے۔ ان لوگوں نے ہم سے درخواست کی کہ دنیا کے مختلف ملکوں میں امر اللہ کی ترقی کی خبریں انھیں ہمیشہ بھیجی جائیں:۔

مدراس:۔ جناب بختیاری اور ہم نے ۲۵ر دسمبر ۱۹۳۷ء سے ۳ر جون ۱۹۳۸ء تک مدراس میں کام کیا۔ ہم اس جگہ چند دوستوں سے ملے اور ہم نے ان سے مشورہ کیا کہ مدراس میں امر اللہ کی ترقی کے لئے کیا کرنا چاہیئے ہم شہر کی لائبریریوں میں یہ دیکھنے کے لئے گئے کہ ان میں کتنی بہائی کتب ہیں۔ مدراس یونیورسٹی کی لائبریری میں بہت سی بہائی کتابیں اور اس کے لائبریرین مسٹر س۔ ر۔ رنگاناتھن کو بہت شوق ہے کہ ان کی لائبریری میں بہائی کتابوں کا مکمل ذخیرہ ہو جائے۔ آپ امریکہ کے بہائیوں اور وہاں کی محفل روحانی ملی سے خط و کتابت کر رہے ہیں مگر آپ نے ابھی تک کسی بہائی سے ملاقات نہیں کی تھی۔ آپ کا چہرہ نورانی ہے۔ آپ نے ہمیں بتلایا کہ لوگ بہائی کتابوں کو بہت پڑھتے ہیں (ہم نے بعد میں دیکھا کہ بہائی کتابوں کو لائبریری میں بہت سے لوگ پڑھ رہے ہیں:۔

ادیار (مدراس) کی تھیاسوفیکل لائبریری میں بھی بہت بہائی کتابیں ہیں اور ہم نے دیکھا کہ یونیورسٹی کے بہت سے طالب علم جو ادیار میں رہتے ہیں۔ ان کتابوں کو بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔ ہم نے مدراس کے بڑے بڑے اخباروں کے ایڈیٹروں سے ملاقاتیں کیں۔ سب نے ہماری ملاقات کے

متعلّق اپنے اخباروں میں مضامین شائع کئے اور پھر بعد میں جب ہم نے لیکچر دئے تو ہمارے لیکچروں کے خلاصے اپنے اپنے اخباروں میں لکھے، ۱۳ر ستمبر ۱۹۳۷ء سے لے کر ۱۳ر فروری ۱۹۳۸ء تک ھندوستان اور سیلون کے اخباروں میں امر بہائی کے متعلق قریباً ۲۰۰ مضامین شائع ہو چکے ہیں (میں سب بہائی مبلّغین سے درخواست کرتی ہوں کہ جب کبھی وہ تبلیغ کرنے جائیں تو اپنے ساتھ ایک چھوٹا ٹائپ رائٹر لیتے جائیں اور اپنے لکچروں کے عمدہ خلاصے لکھ کر تمام اخباروں کے پاس اشاعت کے لئے بھیجدیا کریں۔ ہماری تقریر کو تو صرف سینکڑوں ہی اشخاص سنتے ہیں مگر اخباروں کے ذریعہ ہم اپنی تقریر کو ہزاروں ہی نہیں بلکہ لاکھوں اشخاص تک پہونچا سکتے ہیں)

رانا ڈے ہال میں ایک بہت بڑا عام لیکچر دیا گیا۔ یہ ہال ایک متمدّن مرکز میں ہے اس کے ڈائرکٹروں کے تعلقات یونیورسٹی اور بہت سے اخباروں سے ہیں۔ اس لیکچر کے پریذیڈنٹ دیوان بہادر کے تھے رام سوامی شاستری ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ اور سشن جج تھے جو مدراس کے متمدّن علماء میں شمار کئے جاتے ہیں لیکچر ساؤتھ انڈین کلچرل ایسوسی ایشن کی زیر نگرانی ہوا۔ میرا تعارف کراتے ہوئے آپ نے امر مبارک کے متعلّق ایک جامع تقریر فرمائی جس میں آپ نے "ڈان بر کنونڈ" اور بیانات مبارکہ حضرت عبد البہاء سے حوالے دئے۔ آپ اس کے بعد بھی ایک لیکچر میں پریذیڈنٹ ہوئے اور آپ نے میرے لئے دو جامع مضمون لکھے ہیں۔ تاکہ میں انھیں مغرب میں استعمال کر سکوں۔ یہ دونوں مضمون امر مبارک کے تمہیدی مضمون ہیں۔ یہ بہت ہی اہم مضمون ہیں کیونکہ ان میں امر بہائی کا ہندو دھرم کے ساتھ تعلّق

دکھایا گیا ہے، آپ ایک بہت بڑے ہندو عالم ہیں اور آپ نے امر مبارک کے متعلق کتابیں اور مضامین لکھنے کا ارادہ کیا ہے، میں نے مدراس کی وائی۔ ایم۔ سی۔ اے میں لیکچر دیا، جناب بختیاری نے مناجاتیں پڑھیں، ہم دونوں نے مدراس کی برہمو سماج میں لیکچر دیئے، برہمو سماج ہندوستان کی ایک زندگی بخش روحانی تحریک ہے جو کچھ کچھ ہمارے مغرب کے یونیٹرل ازم کے ساتھ ملتی جلتی ہے، اس کے ماننے والے بہائی تعالیم کے ہمدرد اور ہمیشہ بہائیوں کے ساتھ مہربانی سے پیش آتے ہیں، مدراس کی برہمو سماج نے "تحفت بہائی گیا ہے" کو تلنگی زبان میں ترجمہ کرکے اس کی ایک ہزار کاپیاں مفت تقسیم کی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ تلنگی زبان میں یہ پہلی امری کتاب شائع ہوئی ہے اور یہ ہمارے مدراس آنے کا نتیجہ ہے۔

اس کے علاوہ ڈان آف نیوڈے تامل زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے اور اس کی دو ہزار کاپیاں چھپ چکی ہیں (۵ فروری کو چھپ چکی تھیں)

جناب اسحٰق پہلوان نے جو مدراس میں قدیم اور وفادار بہائی ہیں، اس میں ہماری مدد کی۔ تامل زبان کے اخبار کی، جس نے اس کتابچہ کا ترجمہ کرکے اپنے تین کالموں میں شائع کیا۔ بیس ہزار اشاعت ہے ہمیں اس کتابچہ کے شائع ہونے سے بہت خوشی ہوئی کیونکہ تامل زبان جنوبی ہندوستان سیلون میریشس سٹلیمنٹ اور جنوبی افریقہ کے شہر ڈربن کی آبادی کے ایک بہت بڑے حصہ کی زبان ہے۔

جناب بختیاری جناب پہلوان اور میں اڈیار میں بین الاقوامی

تھیاسوفیکل کانونشن کے تین جلسوں میں گئے۔ یہاں ہماری بہت سے دوستوں سے ملاقات ہوئی۔ بین الاقوامی تھیاسوفیکل سوسائٹی کے سیکرٹری مسٹر دتا نے مجھے کہا کہ تعالیم بہائی ھندو دھرم کا اعلیٰ ترین جوہر ہیں، جناب بختیاری جو میری ساتھ بہت بڑا کام کرتے رہے ہیں ۳ر جنوری کی شام کو کراچی روانہ ہو گئے۔

چونکہ مدراس جنوبی ہندوستان کا روحانی اور تمدنی مرکز ہے اس لئے محترمہ شیرین فوزدار ادریس کولمبو سے لوٹتے ہوئے پھر اس شہر میں آئیں اور ۱۸ر جنوری سے ۲۳ر جنوری تک ۶ دن قیام کیا ہم نے ایڈیٹروں سے ملاقاتیں کیں۔ پچی آپا کالج میں اور پ۔س ہائی اسکول مائلاپور میں سینکڑوں ہی طالب علموں کے سامنے لیکچر دئے۔ برہمو سماج کی خواتین کے سالانہ جلسہ میں شرکت کی۔ محترمہ شیرین فوزدار نے ایک شام کو برہمو سماج میں لیکچر دیا اور ریڈیو پر تقریر فرمائی۔

کچھ نوجوان جو محترمہ شیرین فوزدار کے پہلے سفر تبلیغ میں امراللہ کی طرف کھنچ آئے تھے انہوں نے اپنے اسکول میں ایک جلسہ کیا جس میں ہم دونوں نے تقریریں کیں۔ لیکچر کے بعد ان نوجوانوں نے ایک مطالعہ کی کلاس جاری کرنے کا ارادہ ظاہر کیا جناب اسحٰق پہلوان بھی کچھ نوجوان بہائیوں کی ایک مطالعہ کی کلاس اپنے ہاں لگاتے ہیں۔ یہ نوجوان مسلمان تھے، پچھلے سال مدراس میں مبتدیوں کی ایک جماعت بن گئی تھی خدا کرے کہ محفل روحانی بھی یہاں جلد قائم ہو جائے۔

میرے دل پر مفصلہ ذیل واقعہ سے بہت اثر ہوا۔ تقریباً دو سال ہوئے کہ کلکتہ کا ایک بہائی مولا بخش نام مدراس میں تبلیغ امراللہ کرنے کے لئے گئے آپ

بہت غریب تھے اور سات روپے ماہوار پر گذارہ کرتے تھے، کچھ بہائی دوستوں نے اور میرا خیال ہے کہ ہندوستان و برما کی محفل روحانی ملی نے انھیں کچھ روپے سے مدد دی تھی جس کی آپ نے ایک بیل گاڑی خریدی تھی تاکہ اپنی روزی اس وسیلہ سے مل سکے، چوروں نے آپ کا بیل اور گاڑی چوری کرلی اور آپ کئی دن تک فاقہ سے رہے پھر جناب اسحٰق پہلوان آپ کو ڈھونڈھ کر لائے مگر ہمارے مدراس پہنچنے سے کوئی ایک مہینہ پہلے یہ جوہر انقطاع مرض پیچش میں کچھ دیر مبتلا رہ کر ملکوت ابہیٰ میں صعود فرما گئے۔

منتصاعد الی اللہ مولا بخش کی ہر شخص جو آپ سے واقف تھا، بہت تعریف کرتا تھا۔ جناب بختیاری نے آپ کے مزار پر ایک لوح مزار لگوادی ہے اور جناب پہلوان نے اس مزار پر پھول بوادئے ہیں۔ میرے نزدیک تو یہ بہائی اتنا ہی بڑا تھا جیسا کہ وہ دمڑی خیرات میں دینے والی بڑھیا جس کا ذکر انجیل میں ہے کیونکہ اس غریب بہائی کے پاس جو کچھ تھا اس نے وہ سب کچھ اپنے محبوب کی راہ میں قربان کر دیا۔ اس شخص کی قربانی کی خاطر حضرت بہاء اللہ مدراس میں امر اللہ کو بہت ترقی عطا فرمائیں گے۔

حضرت جمال آفندی جو ۱۸۷۸ء میں ھندوستان میں تبلیغ امر اللہ کرنے آئے تھے انھوں نے مدراس میں ایک نوجوان سید مصطفٰے رومی کو پیغام حق سنایا تھا اور سید مصطفٰے رومی ۶۰ سال سے برما میں نہایت وفاداری اور کامیابی سے امر اللہ کی تبلیغ کر رہے ہیں جہاں بیج گرے گا وہاں پودا ضرور پیدا ہوگا حقیقت میں دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ حضرت بہاء اللہ کی مشیت

اور آپ کے ارادے سے ہو رہا ہے،

مدراس اور ہندوستان کے جنوبی شہروں کے لئے بہائی مبلّغین کی اشد ضرورت ہے، عیسائیت نے مدراس میں بہت ترقی کی ہے، کیا یہ اس بات کا نشان نہیں کہ امر بہائی یہاں بہت جلد ترقی کرے گا۔ امر بہائی کو پھیلانے کے لئے جنوبی ہندوستان کی نسبت شمالی ہندوستان میں بہت کوشش کی گئی ہیں، دیکھیں اب جنوب کی ندا پر کون لبیک کہتا ہے؟

ماخوذ از اخبار امری
ہندوستان ۱۲۰ء

حضرت ولی امراللہ اقدامات جلیلۂ

محترمہ مس مارتھا روٹ کی تعریف کرتے ہیں!

اس مبلغۂ محترمہ نے جو اس سلطان احدیہ کے امر کی منادی کرنیوالی ہے کئی سال سے متواتر ایک دم کے لئے بھی آرام نہیں کیا۔ ایک پل کیلئے بھی راحت نہیں کی ایک اقلیم سے دوسری اقلیم اور ایک کشور سے دوسری کشور کو سفر کرتی رہی ہیں۔ نہایت انجذاب واشتعال وانقطاع سے اس مالک کے امر کی تبلیغ میں مشغول ہیں اور آپ کی تاریخی اور روشن خدمات ہر جگہ ظاہر ہیں۔ اب ہندوستان کو میدانِ خدمت بنایا ہوا ہے، اور نشرِ نفحات رحمٰن میں مشغول ہیں، فرمایا دوستوں پر فرض ہے کہ حتی المقدور آپکے اقدامات جلیلہ میں کمال ہمت سے آپ کی مدد کریں الی آخر،

(ترجمہ از توقیع مبارک حضرت ولی امراللہ ارواحنا فداہ بافتخار جناب جمشید رستم جمشیدی۔ (کراچی)

ماخوذ از اخبار مری ۱۳؍ اگست ۱۹۳۸ء

دسویں سالانہ بہائی کانونشن!

ہر سال عید سعید رضوان کے دن اہل بہاء کے لئے خوشی و مسرت کے دن ہوتے ہیں۔ ان دنوں میں سالانہ کانونشن ہوتی ہے جس میں یہ لوگ ہندوستان و برما میں امراللہ کی ترقی و پیشرفت کے متعلق آپس میں صلاح و مشورہ کرتے ہیں۔ ہلچل اور کھلبلی سے بھری ہوئی دنیا میں اور ایک ایسے ملک میں جس میں فرقہ وارانہ لڑائیوں کی آگ بھڑک رہی ہے اور جس کی رگ رگ میں نااتفاقی اور مخالفت رچی ہوئی ہے جمال الٰہی کے یہ عاشق نہایت اطمینان کے ساتھ جمع ہوتے ہیں تاکہ وحدت نوع انسان اور صلح اکبر کی خدائی تعلیمات کو ایک ایسے جہاں میں ترقی دینے کے ذرائع کو سوچیں جو دل سے تو ان تعلیمات مبارکہ کے اجراء کو چاہتے ہیں مگر جنگ کی دیوانگی میں ان کی پرواہ نہیں کرتے۔ افسوس اس موجودہ گڑبڑ اور دھاندلی کا خاتمہ ایک جنگ سے ہونا معلوم ہوتا ہے۔

کانونشن کے نمائندے اور مہمان ایک دن پہلے ہی کراچی پہنچ گئے۔

نمائندے ایک طرف بمبئی سے اور دوسری طرف رنگون تک سے تشریف لائے تھے

اس سال کی کانونشن کی ایک نمایاں بات ہماری معزّز و محترم بہن مس مارتھا روٹ کا وجود تھا۔ آپ مجسّم محبّت ہیں اور آپ کی محبت کے اثر نے نمائندوں اور مہمانوں کو ایک تازہ روح عطا کی۔ آپ عام لیکچروں میں ہمارے ساتھ شریک ہوئیں اور اپنی مخصوص روحانیت سے ہمیں تشویق و تحریص دی۔

کانونشن کے پریذیڈنٹ اور سیکرٹری کے انتخاب کے بعد حضرت ولی امراللہ کی خدمت میں ایک تار بھیجا گیا جس میں استدعا کی گئی کہ کانونشن کی کامیابی کے لئے آپ دعا فرمائیں۔ آپ نے مفصلۂ ذیل ہمّت افزا جواب بذریعہ تار بھیجا۔ اور ہمارے قلوب آپ کی اس عنایت پر شکر گذاری کے جذبات سے بھر گئے:

"کانونشن کے نمائندوں کو یقین دلائیں کہ میں ان کے صلاح و مشورے کی کامیابی کے لئے دعا گو ہوں۔ مارتھا کو ہمارا محبّت بھرا سلام دیں۔" (شوقی)

کلکتہ اور بمبئی کے اہلِ بہاء کی طرف سے بھی تار موصول ہوئے جن میں انھوں نے کانونشن اور نئی محفل ملّی کو مبارکباد دی تھی، جناب خدا داد رستم علیانی نے سیکرٹری کی طرف سے سالانہ رپورٹ فارسی میں پڑھ کر سنائی خزینہ دار نے بھی اپنی رپورٹ پیش کی۔ نمائندوں نے رپورٹ پر خوب مذاکرات کرنے کے بعد کچھ سفارشات نئی محفل ملّی کے سامنے پیش کرنے کے لئے لکھیں،

ان سفارشات میں سب سے زیادہ اہم غالباً دو تھیں ایک تو بہائی مدرسہ تابستانی کے متعلق اور دوسری شش سالہ نقشہ تبلیغ کے متعلق

دونوں سفارشات اسی منحدالمآل میں کسی دوسری جگہ پوری طرح بیان کیگئی ہیں

شام کے وقت شہر کے مختلف پبلک ہالوں میں لیکچر دئے گئے ، لیکچروں کے مضامین بہت مناسب تھے. لیکچراروں نے اپنے اپنے مضمون پر خوب داد سخن دی۔

۲۷ر اپریل کو یہ لیکچر خالقدینا ہال میں تھے ۔ یہ قلب شہر میں ایک وسیع ہال ہے ۔ لیکچر کے رئیس جناب حاتم علوی کراچی کے میئر تھے ۔ محترمہ مس مارتھارُوٹ نے " حضرت بہاءاللہ کی تعلیمات پر"

عباس علی بٹ نے "امر بہائی اور وحدت عالم انسانی" پر اور جناب پروفیسر پریتم سنگھ نے "تواریخ امر بہائی" پر تقریریں کیں ۔ رئیس مجلس جناب حاتم علوی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے امر مبارک کی بہت تعریف کی ۔ اور مقررین کے خیالات کی پُرزور تائید فرمائی ؛

۲۸ر اپریل کو تھیاسوفیکل ہال میں لیکچر ہوئے جناب درگاداس اڈوانی جو اس وقت کراچی کے میئر تھے ، صدر جلسہ تھے ، محترمہ مس مارتھا روٹ نے صلح اکبر کے لئے دنیا میں اپنے اسفار کا بیان فرمایا ۔ محترمہ شیریں خوجدار نے "امر بہائی اور اتحاد عالم" پر تقریر فرمائی ۔ مسٹر حبیب اللہ مہر علی منجی نے مشکلات اقتصادی کے خدائی مداوا" پر لیکچر دیا ۔

۲۹ر اپریل عید رضواں کا نواں دن تھا ۔ احبای کراچی سب کاروبار دنیوی کو بند کر کے "خطیرۃ القدس کراچی میں جمع تھے ، دوپہر کو ایک پُر تکلف دعوت دی گئی ، عصر کے وقت اعیان شہر کو محفل روحانی کی طرف سے

دعوت چائے دی گئی، قریباً ۵۰ مہمان بلائے گئے تھے، حظیرة القدس کے باغ کو نہایت سلیقہ سے سجایا گیا تھا اور اس کی روشوں پر مہمانوں کے لئے میزیں سجائی ہوئی تھیں۔۵ بجے مہمان تشریف لائے اور ان کی خاطر تواضع چائے، کیک، ملائی کی برف اور لیموں، گلاب وغیرہ کی بوتلوں سے کی گئی۔ محترمہ مس مارتھا روٹ خدائی نور سے معمور شریف مہمانوں سے ملتی پھرتی تھیں اور اپنے پیارے انداز میں ہر ایک کو بہائی پیغام سناتی تھیں۔

محفل روحانی کے رئیس نے معزز مہمانوں کا تشریف آوری کے لئے شکریہ ادا کیا۔ جوانانِ بہائی کراچی کی طرف سے جناب مہربان جمشید نے مس مارتھا روٹ کا خیر مقدم کیا اور آپ کی خدمات امری کی بہت تعریف و تمجید فرمائی۔ اس ایڈریس کا جواب جذبات سے لبریز تقریر میں دیتے ہوئے محترمہ مس مارتھا روٹ نے امر بہائی کی اکناف عالم میں ترقی کا ذکر کیا۔ عباس علی بٹ نے ہندوستان و برما میں امر مبارک کی پیشرفت کے متعلق بیان کیا جناب پردمان پرنسپل شواجی ہائی اسکول نے نہایت جاذب الفاظ میں حضرت عبدالبہاء سے اپنی ملاقات کا ذکر کیا اور اپنے شریفانہ جذبات کا اظہار کرتے ہوئے احبائے کراچی کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کیا اور ضمناً امر مبارک کا موجودہ زمانے کے مطابق ہونے کا اقرار کیا۔

۳۰ اپریل کو پھر تھیاسوفیکل ہال میں لیکچر ہوئے اس دفعہ مجلس کے صدر جناب جمشید نوشیرواں جی مہتا تھے۔ آپ بمبئی کے اول شخص ہیں اور ایک مدت تک اس شہر کے میئر رہ چکے ہیں۔ محترمہ مس مارتھا روٹ نے اس بات پر تقریر کی کہ "ہم صلح اکبر کے لئے کیسے کام کر سکتے ہیں"۔ پروفیسر ایچ۔ سی۔ کمار نے "وحدت عالم انسانی" اور پروفیسر پریتم سنگھ نے "امر بہائی کا تعلق دیگر ادیان سے" پر لیکچر دئے۔ یکم مئی کو دو ہندو

دوستوں نے شریمان منی مہاراج کی زیرِ صدارت جین مندر میں بہائی لیکچروں کا انتظام کیا تھا۔ مندر میں تل دھرنے کو بھی جگہ نہ تھی۔ سامعین نے لیکچروں کو نہایت توجہ و خاموشی کے ساتھ سُنا۔ محترمہ مس مارتھا روٹ۔ محترمہ شیریں فوجدار اور جناب حبیب اللہ مہر علی منجی نے دادِ سخن دی اور حضرت بہاء اللہ کے پیغام کو موزوں و بہترین الفاظ میں لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ اسی دن سہ پہر کو پروفیسر ایچ۔ سی۔ کمار کی زیرِ صدارت بہائی ہال میں لیکچر ہوئے۔ محترمہ مس مارتھا روٹ نے "تعالیم امر بہائی" پر اور جناب حشمت قریشی نے "عالم جدید" پر اور عباس علی بٹ نے "ترانے رُوح القدس" پر تقریریں کیں۔

۳ مئی کو عیدِ رضواں کا آخری دن تھا اور احبائی کراچی پھر ایک دفعہ حظیرۃ القدس میں جمع ہوئے۔ محفل کے بعد ان لوگوں کی ٹولیاں باغ میں ادھر ادھر پھیل گئیں اور مناجات و تحلیل و تکبیر کی آواز باغ کے کبھی اس کونے سے آتی تھی کبھی اُس کونے سے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ساری فضا خوشی اور مسرت سے بھری ہوئی ہے دوپہر کو کھانا کھانے کے بعد پھر اسی طرح باغ میں روحانی اشعار اور مناجاتیں ہوتی رہیں کچھ ہندو دوست محترمہ مس مارتھا روٹ۔ محترمہ شیریں فوجدار اور جناب حبیب اللہ منجی کو سشاردہا منڈل لے گئے جہاں طلباء اور پروفیسروں کے ایک بڑے مجمع کے سامنے "نوع انسان کی ترقی" پر تقریریں کیں۔ ۶ بجے شام کو جناب حشمت اللہ قریشی اور جناب حبیب اللہ منجی کاریا ہائی اسکول میں جہاں اسکول کے طلباء اور استادوں کے سامنے لیکچر دینے کے لئے گئے۔ دونوں دوستوں نے امر مبارک کی تاریخ اور تعالیم پر تقریریں کیں۔ شام کے ۷ بجے جناب سہراب کاترک نے جو کراچی کے ایک بڑے دولتمند پارسی اور ینگ مینز پارسی ایسوسی ایشن کے پریذیڈنٹ ہیں۔ کاترک ہال

اپنی ایسوسی ایشن کے زیر انتظام بہائی لیکچروں کا انتظام کیا۔ اس مجلس کے صدر جناب پی۔ سی تاراپور ایڈیٹر ڈیلی گزٹ تھے۔ محترمہ مس مارتھا روٹ نے "زمانہ آئندہ کی للکار" پر تقریر دلپذیر کی اور محترمہ شیریں فوجدار نے "امر بہائی اور دین زرتشتی کے باہمی تعلقات" پر ایک بہیج تقریر فرمائی۔ جناب سہراب کاترک نے مقررین اور صدر مجلس کا شکریہ ادا کیا اور انھیں ہار پہنائے۔ اپنی ایسوسی ایشن کی طرف سے ہر دو مقررین کو ایک ایک جوبلی بک پیش کی۔

۳ر مئی شام کے ۴½ بجے مسٹر مومن زادہ نے دعوت چائے دی جس میں آپ نے ایران کے قونصل جنرل ہز ایکسیلنسی آقا فہیمی اور آپ کی اہلیہ محترمہ، مسٹر حاتم علوی مس مارتھا روٹ اور محفل ملّی کے اعضائے محترم کو دعوت دی تھی، چائے صرف ہونے کے بعد مس مارتھا روٹ نے ایران مقدس میں اپنے سفر کے حالات بیان فرمائے۔

۴ر مئی کو جناب سہراب کاترک نے مس مارتھا روٹ، ڈاکٹر اور محترمہ فوجدار اور رئیس محفل ملّی جناب اسفندیار بختیاری کو چائے کی دعوت دی۔ مہمانوں میں شہر کے بہت سے اعیان بھی تھے۔ چائے کے بعد امر بہائی کے متعلق گفتگو ہوئی اور میزبان و مہمانوں نے تعلیمات مبارکہ کو بہت پسند فرمایا اور اُن کی توصیف کی۔

۵ر مئی کو مسٹر پردھان نے محترمہ مس مارتھا روٹ۔ محترمہ شیریں فوجدار اور کانونشن کے کچھ نمائندوں کو دعوت دی۔ آپ نے نہایت مہربانی کا اظہار فرمایا۔ اور آپ کی دختر نیک اختر نے مہمانوں کی خاطر تواضع میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اس نوجوان خاتون نے کچھ مٹھائیاں مہمانوں کے لئے اپنے ہاتھ سے بنائی تھیں جو نہایت محبت سے اس نے پیش کیں امر مبارک کے متعلق بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔

ماخوذ از اخبار امری ۱۳ اگست ۱۹۳۸ء

جنوبی ہندوستان کے سفرِ تبلیغ سے کچھ شعاعیں!

(محترمہ مس مارتھا روٹ کے قلم سے)

کولمبو۔ سیلون

۸ جنوری سے ۱۶ جنوری تک دس دن کے لئے ڈاکٹر اور محترمہ فوجدار اور میں کولمبو، سیلون کو گئے، ۱۹۲۳ء سے اس وقت تک کولمبو کو یہ میرا دوسرا سفر تھا اخباروں نے امر بہائی کے متعلق بڑے بڑے مضمون شائع کئے۔ اخباروں کے ایڈیٹر اور نامہ نگار اس ملک میں ہمارے سچے دوست ثابت ہوئے۔ تامل زبان کے ایک اخبار نے تاریخ و تعلیمات مبارکہ کو تامل میں ترجمہ کر کے اپنے اخبار میں شائع کیا۔ میں نے کولمبو کی روٹری کلب میں تقریر کی جو ریڈیو کے ذریعہ براڈ کاسٹ کی گئی۔ محترمہ شیریں فوجدار نے ریڈیو پر حضرت قرۃ العین کے متعلق تقریر فرمائی اور آپ کے کچھ اشعار پڑھے یہ اشعار گراما فون کے ریکارڈ میں بھی بھر لئے گئے۔ دونوں تقریریں جو ریڈیو پر کی گئی تھیں کولمبو کے تمام اخباروں میں بھی شائع ہوئیں۔ کولمبو یونیورسٹی کے شعبۂ اقتصاد کے زیرِ انتظام ایک لیکچر کولمبو یونیورسٹی میں دیا گیا۔ ایک اور لیکچر رام کرشنا مشن اسکول میں دیا گیا۔ ہم نے لڑکیوں کے ایک بدھ اسکول میں تقریریں کیں اور ڈاکٹر و محترمہ فوجدار نے پارسی کلب میں لیکچر دئیے،

بعض اچھے مسلمانوں، عیسائیوں۔ ہندوؤں اور بدھیوں نے ہمیں اپنے اپنے گھروں میں دعوتیں دیں۔ محترمہ شیریں فوجدار نے عورتوں کی بین الاقوامی کلب میں لیکچر دیا کولمبو میں ہمارا یہ سفر بہت مبارک ہوا۔ ڈاکٹر فوجدار ہماری بہت مدد کرنے کے بعد اجمیر کو واپس لوٹ گئے۔

بنگلور:-

محترمہ شیریں فوجدار اور میں براستہ مدراس۔ بنگلور اور میسور آئیں محترمہ شیریں فوجدار دس مہینے پہلے بھی یہاں تبلیغی سفر کر چکی تھیں، ۲۴، ۲۵ اور ۲۶ جنوری تین دن کے لئے ہمارے تین لیکچر مقرر ہوئے یہ لیکچر تھیتک سوسائٹی کی طرف سے ڈیلی میموریل ہال میں جو مہاراجہ میسور نے دیا ہوا ہے ہوئے۔ تینوں لیکچروں کے صدر جناب ایس سری کانت وکیل تھیتک سوسائٹی کے سیکرٹری ہوئے۔ پُرزور لیکچر کے بعد سوالوں کے جوابات دئے جاتے تھے اور سامعین کی تعداد ہر روز زیادہ ہوتی گئی۔ فورٹ ہائی اسکول کے معلمین نے جو ہمارے لیکچروں میں آئے تھے ہمیں ان کے اسکول میں آکر۔۔ طلبا کے سامنے تقریر کرنے کی دعوت دی۔ دیوان میسور جو ایک ایرانی مسلمان ہیں چال چلن کے ایسے اچھے ہیں کہ بہائی بجا طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ دراصل بہائی ہیں کیونکہ تمام انسانی خوبیاں آپ میں جلوہ گر ہیں آپ نے ہمیں خیر مقدم کہا اور ہماری بہت مدد کی۔ اسی طرح آپ سب کی مدد فرماتے ہیں خواہ وہ مسلمان ہوں یا ہندو یا عیسائی یا یہودی۔ آپ ہمیں ایک شاندار گارڈن پارٹی میں لے گئے جو آپ کے اعزاز میں دی گئی تھی اور ہمیں بطور بہائی کے اپنے دوستوں سے متعارف کرائی۔ میسور یونیورسٹی کے وائس چانسلر

اور آپ کی بیوی اس وقت بنگلور میں تھے انہوں نے ہمیں اپنے گھر چائے کی دعوت پر بلایا۔ آپ نے ہمیں ویسی ہی مدد دی جیسی دس مہینے پہلے جب محترمہ شیریں فوجدار آئی تھیں کی تھی۔ بنگلور کے ایک میگزین نے وعدہ کیا ہے کہ وہ امر مبارک کے متعلق تین مضمون شائع کرے گا۔ بنگلور میں ہنسی ہنسی میں ایک شخص نے کہا کہ یہاں تو لوگ ٹڈی کی طرح بہائی تعلیمات کو سننے کے لئے آتے ہیں۔ اتنا تو نہیں تھا مگر لوگوں کو شوق بیحد تھا اور اس بیان سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہمیں ہر جگہ ایسے دوست مل گئے جو ہر طرح نشر نفحات میں ہماری مدد کرتے تھے۔

میسور:۔

۲۷،۲۸،۲۹ جنوری کو ہم میسور میں رہے۔ محترمہ شیریں فوجدار اور میں نے دو دو لیکچر یونیورسٹی میں دیئے۔ محترمہ شیریں فوجدار نے ایک تعلیمی ایسوسی ایشن میں بھی تقریر کی۔ ایک پروفیسر صاحب نے جو میرے لیکچر کے صدر تھے، کہا کہ میں نے سات یا آٹھ بہائی کتابیں نہایت غور سے مطالعہ کی ہیں ایک مرتبہ جب اسی ہال میں ایک مشہور رام کرشنا سوامی نے "موجودہ ادیان" پر لیکچر دیا اور امر بہائی کا ذکر نہ کیا تو چونکہ میں لیکچر کا صدر تھا میں نے کہا ایک بہت ہی بڑا دین چھوڑ دیا گیا ہے اور پھر میں نے امر بہائی کی تاریخ اور تعلیمات بیان کیں۔ میں نے سامعین سے کہا کہ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا ہمارے ملک میں ہوا تھا۔ ۱۸۹۳ء میں جب شیکاگو کی نمائش میں دنیا بھر کے ادیان کی پارلیمنٹ ہوئی تو وہاں ایک پروفیسر نے جو بیروت یونیورسٹی کا بانی تھا امر بہائی پر لیکچر دیا۔ اس کے اس لیکچر کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب امریکہ میں ہزاروں بہائی ہیں۔

ایک پروفیسر نے کہا۔

ہم پروفیسروں اور طلباء کو جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے قلوب میں دینی بیداری پیدا ہو اگر امر بہائی سے ہمیں یہ نصیب ہو گئی تو ہم ضرور اس کا مطالعہ کریں گے ہماری ایک پروفیسر سے ملاقات ہوئی جو حضرت قرۃ العین کا رشتہ دار ہے آپ نے بہائی تعلیمات کا گہرا مطالعہ کیا ہے۔

پچھلے سال سے میسور یونیورسٹی لائبریری نے بہائی کتابوں کا ایک عمدہ ذخیرہ جمع کر لیا ہے ان کتابوں کو طلباء نہایت شوق سے پڑھتے ہیں۔ موجودہ لائبریرین اور سابق لائبریرین دونوں امر اللہ کے سچے دوست ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ تھوڑے عرصہ میں میسور کے بڑے بڑے عالم و فاضل لوگ امر اللہ کے متعلق کتابیں لکھیں گے،

یونیورسٹی کے ایک پروفیسر صاحب براڈکاسٹنگ کے ڈائرکٹر ہیں، محترمہ شیریں فوجدار ادریس نے ریڈیو کے ذریعے لیکچر دیئے، یہ لیکچر ہندوستان کے چھ اخباروں اور میگزینوں کو بھی بھیجے گئے، میسور کے نزدیک کی ایک ریاست کے نوجوان پرائیویٹ سیکرٹری نے کہا کہ ایک دفعہ جب وہ مہاراجہ میسور کے موسم سرما کے محل میں ۱۹۳۲ء میں گئے تو وہاں مشرق الاذکار امریکہ کی بڑی تصویر دیکھی جیسا میں پہلے لکھ چکی ہوں محترمہ شیریں فوجدار دس مہینے پہلے بھی بنگلور اور میسور میں آئی تھیں اور آپ نے بہت سے لوگوں میں امر مبارک کے لئے دلچسپی پیدا کر دی تھی اس سے ہمیں بہت مدد ملی۔ میں دعا کرتی ہوں کہ آپ آئندہ جنوبی ہند کو بار بار جائیں۔ آپ نہ صرف بہت عمدہ مقرر ہیں بلکہ آپ نے حضرت قرۃ العین

کے اشعار پڑھے تو لوگوں نے آپ کو بلبلِ ہند بہائیان کہا۔

حیدر آباد دکن:۔

اب ہم حیدر آباد دکن گئے جہاں ہم ریاست کے مہمان ہوئے اور ریاست کے مہمان خانے میں ٹھہرے۔ ہم ساڑھے پانچ بجے وہاں پہنچے اور ساڑھے چھ بجے میں نے ریڈیو پر لیکچر دیا۔ یہ ریڈیو کا لیکچر ریاست کے تمام اخباروں میں شائع ہوا۔ میں نے پھر ریڈیو پر لیکچر دیا اور محترمہ شیرین فوجدار نے حضرت قرۃ العین کے متعلق ریڈیو پر ایک لیکچر دیا اور آپ کے اشعار پڑھ کر سنائے آپ کے لیکچر اور اشعار گراما فون ریکارڈ میں بھر لئے گئے اور اخباروں میں بھی شائع ہوئے۔ اگلی شام کو ہم نے رائٹرز ایسوسی ایشن حیدر آباد کے زیر اہتمام ایک لیکچر دیا۔ ہم نے حیدر آباد کی لیڈیز ایسوسی ایشن (جمعیت نسواں) کے ۵۰۰ ممبروں کے لئے لیکچر دئے۔ لیکچر کی صدر حضور نظام کے دوسرے فرزند کی بیگم صاحبہ تھیں یہ حسین نوجوان شہزادی ترکی کے سلطان عبد الحمید مرحوم کی پڑپوتی ہیں۔ اس ایسوسی ایشن کی صدر وزیر اعظم کی بیوی بیگم اکبر حیدری ہیں۔ میں نے عثمانیہ یونیورسٹی میں اور اسی وقت محترمہ شیرین فوجدار نے نظام کالج میں تقریریں کیں۔ ریاست کے تمام اخباروں نے نہایت عمدہ مضامین شائع کئے وزیر اعظم کے سیکرٹری جو کارنیل کے رہنے والے ہیں جینوا این وائی میں ایک بہائی کانفرنس میں شامل ہو چکے ہیں وہاں آپ مسٹر و مسز میک کے مہمان تھے۔ وہیں آپ کی ملاقات میری میکسویل سے بھی ہوئی تھی آپ نے فرمایا کہ میں نے اسی وقت محسوس کیا تھا کہ یہ نوجوان خاتون ایک اعلیٰ قسمت کی مالک ہے کیونکہ اس سے بڑھ کر نورانی خاتون سے کبھی اس وقت تک نہیں ملا تھا۔

وزیرِ اعظم نے اپنے گھر پر ہماری دعوت کی۔ سر امین جنگ نے بھی ہمیں دعوت دی، آپ نے محترمہ شافلاکر، مجھے، مس کیتھ اور مسٹر شافلاکر کو بھی دعوت دی تھی آپ کو حضرت بہاءاللہ کی تعلیماتِ مبارکہ سے محبت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تعلیمات کسی کو اس کے دین سے نہیں ہٹاتیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر ہو سکا تو آپ اپریل میں بہائی کانونشن کراچی جائیں گے، آپ اس وقت بیمار ہیں۔ حیدر آباد کے بہائیوں نے ہمارے حیدر آباد پہونچنے پر ہماری پیشوائی کی۔ ہمیں مدد دیتے رہے اور جب ہم حیدر آباد سے روانہ ہونے لگے تو ہمیں چھوڑنے کے لئے ریل پر تشریف لائے، وہ تمام پبلک لیکچروں میں آئے اور کتابیں تقسیم کیں۔ محترمہ شیرین فوجدار نے کل شام ایک گھر میں اس گھر کے لوگوں اور ان کے دوستوں کے ایک بڑے مجمع کے سامنے تقریر کی، اور میں نے ریڈیو سے لیکچر دیا ہم حیدر آباد میں صرف تین دن ٹھہرے ۱۳ر جنوری کی شام سے ۴ر فروری کی صبح تک :

پونا :

ہم صبح کی گاڑی سے چل کر رات کو پونا پہنچے۔ پونا بہائی بہشت ہے اور ہندوستان انوارِ روحانی کے مرکزوں میں ایک مرکز ہے۔ پہلی صبح یعنی ۵ر فروری کو بہائی ہال نیشنل ہوٹل میں ہمارے خیر مقدم کا ایک پُر رونق جلسہ ہوا بہائی مدرسہ کے طلباء مارچ کرتے ہوئے ہال میں آئے۔ پونا کے سب احباب جلسہ میں حاضر تھے جلسہ کے پروگرام کے بعد چائے دی گئی :

پونا میں ہمارے سارے قیام کے دنوں کا ایسا خوبصورت انتظام کیا گیا تھا کہ نیویارک اور طہران بھی شاباش کہہ اٹھیں گے۔ میں خیال کرتی ہوں کہ اگر سب جگہ

ایسا ہی انتظام کیا جائے جیسا پونا میں کیا گیا تو بہت ہی فائدہ مند ہو۔ اس شام کو ۶ بجے محفل روحانی ملی کے صدر نے ہندوستان کے ۴۲ اخبار نویسوں کو دعوت چائے دی۔ میں نے اپنی تقریر کے خلاصے کی بہت سی نقلیں پہلے سے تیار کر رکھی تھیں میری تقریر "اخبار نویسی اور امر مبارک" پر تھی۔ اس کے بعد میں نے اپنی ملاقات کے متعلق پڑھ کر سنایا اور پھر تقریر کی نقلیں ان میں تقسیم کر دیں۔ مہمانوں نے سوال کئے اور میں نے اُن کے جواب دیے۔ ان میں بہت سے اخبار نویس امر مبارک کے متعلق شوق ظاہر کرنے لگے اور جتنے دن ہم پونا میں رہے ہمارے پاس آتے رہے (اگر یہ کوئی بڑی دعوت ہوتی تو ہم نہ تو امر مبارک و اخبار نویسی کے متعلق کچھ کہہ سکتیں اور نہ حضرت بہاءاللہ کی آیات مبارکہ اخباروں کے متعلق سنا سکتیں)

دوسرے دن اتوار صبح کے وقت ڈیکن مالکز کے سینما ہال میں ایک پبلک لیکچر کا بڑے پیمانے پر انتظام کیا گیا۔ سامعین کی تعداد ایک ہزار سے زائد تھی اور ان میں سے ۹۹ فی صدی یونیورسٹی اور کالج سے تعلق رکھنے والے طلبا اور پرُفیسر تھے بہتوں کو ہال میں جگہ نہ ملی؛

نشر الصوت کا آلہ بھی لگا ہوا تھا۔ جلسے کے صدر جناب م۔ ن۔ نریمان تھے جو ہندوستان کی مشہور ہستیوں میں سے ہیں۔ آپ امر مبارک کے بہت ہمدرد ہیں۔ میں نے اس تقریر کی کاپیاں بھی تیار کر رکھی تھیں اور انہیں چودہ ایسے اخبار نویسوں کو دیں جن کے اخبار ہندوستان کی مختلف زبانوں میں شائع ہوتے ہیں ان اخبار نویسو اور طلباء میں سے بعض مزید تحقیق کرنے کے لئے ہم سے ہوٹل میں ملے سہ پہر کو ہم نے بہائی مدرسہ کا معائنہ کیا اور طلباء سے ملاقات کی دوسرے دن پیر کی صبح

بہائی مدرسہ کے طلبا نے ہمارے لئے ایک ڈرامہ "امن" کرکے دکھلایا اور بہائی مناجاتیں پڑھ کر سُنائیں۔ سہ پہر کے وقت محفل محلی کے صدر نے بہائی ہال میں پونا کے معلمین کو چائے کی دعوت دی۔ ان پروفیسروں کو میں نے امر بہائی کے متعلق بتلایا اور دنیا کے بڑے بڑے علماء فضلائے جو کچھ اس امر الہٰی کے بارے میں کہا اور لکھا ہے وہ انھیں پڑھ کر سُنایا ہر دعوتِ چائے کے موقع پر بہائی کتابیں نہایت خوش اسلوبی سے سجا کر رکھی جاتی تھیں اور اگر کوئی ان کے متعلق پوچھتا تو ہم اسے نہایت خوشی سے بتلاتے تھے۔ محترمہ شیرین فوجدار نے حضرت قرۃ العین کے بارے میں تقریر کی اور آپ کے اشعار پڑھے اور ہم دونوں نے اپنی اپنی تقریر کا خلاصہ اخباروں کے نامہ نگاروں کو دیا۔ پروفیسروں نے ہمیں کہا کہ جب ہم پھر پونا آئیں گی تو وہ نہایت خوشی سے اپنے اپنے اسکولوں اور کالجوں میں ہمارے لیکچر کروائیں گے۔

تیسرے پہر کو محفل روحانی محلی کے صدر نے پونا کے وکیلوں کو دعوتِ چائے دی۔ امر مبارک کے متعلق کچھ گفتگو کے بعد سوال و جواب ہوئے انھوں نے بھی یہی کہا کہ جب ہم پھر پونا آئیں گی تو وہ ہمارے لیکچر کروائیں گے۔ ایک وکیل نے ہنسی ہنسی میں کہا:-

"میں برہمو سماجی ہوں، مگر ہم کچھ سُست ہیں۔ تو بھی میں یہ کہتا ہوں کہ اگر ہم سُست ہیں تو کیا ہوا؟ بہائی احباب وہی اصول تندہی سے پھیلاتے ہیں جو ہم مانتے ہیں۔

اس رات بہائیوں نے ہمیں الوداعی دعوت دی۔ لیکچروں اور ملاقاتوں کے درمیان جو وقت ملتا تھا ہم بیٹھ کر اغراض مقصود و پیشرفت امراللہ کے متعلق باتیں کیا کرتے تھے۔

پونا کا بہائی مدرسہ ایک ماڈل سکول ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس مدرسہ سے امر کے بڑے بڑے روحانی مبلغ پیدا ہوں گے کیونکہ وہ اس مدرسہ میں بہت اچھی تربیت پا رہے ہیں۔

پونا میں امراللہ کی اس عجیب خدمت کا راز اتحادِ عملی ہے روح القدس یہاں کے اہلِ بہاء کے ساتھ ہے، دنیا بھر کے بہائی بارہا پونا کی خدمات سے متاثر ہوئے ہیں۔ میں نے ھندوستان میں تین مرتبہ سفر کے دوران میں کئی ایک بہترین نفوس کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ انھوں نے امراللہ کے متعلق پہلی بار نیشنل ہوٹل پونا میں چند دن کی اقامت کے دوران میں سُنا تھا۔ میں پونا کی تعریف کرتی ہوں کیونکہ ۱۹۱۵ء میں جب میں پہلی دفعہ ھندوستان آئی تھی اس وقت سے اب تک میں دیکھتی ہوں کہ یہاں کے بہائی خدائی تعلیمات پر پورے پورے کاربند ہیں۔

بمبئی :-

۹ر فروری کی صبح کو ہم پونا سے بمبئی روانہ ہوئیں، بمبئی ھندوستان میں امراللہ کی خدمت کے لئے سب سے اوّل محفل ہے، بہت سے بہائی ہمیں اسٹیشن پر لینے آئے ہوئے تھے۔ ان کے چہروں پر مسکراہٹ اور ہاتھوں میں پھولوں کے ہار اور گلدستے تھے، میرے لئے ایک بہت بڑا پروگرام تیار کیا

ہوا تھا مگر چونکہ بمبئی کے تمام بڑے بڑے لوگ اور اخبار نویس ھندوستان کی اکانوین کانگرس میں شامل ہونے کے لئے ہری پور گئے ہوئے تھے ہم نے یہ مناسب سمجھا کہ اس جگہ شدت کے ساتھ کام ۲۱ مارچ تک ملتوی کر دیا جائے پھر بھی ان تین چار دنوں میں بہائی ہال میں ایک نہایت پُرتکلّف دعوت دی گئی اور مجھ سے کہا گیا کہ میں اپنے سفر کا حال انھیں سُناؤں۔ ہم نے سی۔ایں اسکول دادوز بمبئی میں قریباً ۵۰۰ طلباء میں لیکچر دیا اور وہاں کے احباب سے ملاقات کی۔ اتوار کے دن ہم نے ایک بڑے مجمع کے سامنے بہائی ہال میں تقریریں کیں۔ بمبئی میں قریباً ۸۰۰ بہائی ہیں۔

میرا اسباب شنگھائی سے آگیا۔ یعنی وہ صندوق جنھیں ۱۷ اگست کی بمباری سے پناہ لینے کے لئے مجھے چھوڑ کر آنا پڑا تھا۔ یہ اسباب ہم فروری کو ہمارے پیارے بھائی جناب سکولی کی مدد سے شنگھائی سے یہاں آگیا تھا مجھے اس اسباب کے ملنے سے بہت خوشی ہوئی۔

مجھے حضرت ولی عزیز امراللہ سے تار ملی جس میں آپ نے مجھے اجازت دی تھی کہ میں اپنی کتاب "طاہرہ ایران کی عظیم الشان خاتون" کو ھندوستان میں طبع کراؤں، آپ نے یہ بھی رائے دی تھی کہ یکم جنوری ۱۹۳۹ء تک ھندوستان میں ٹھہروں اور پھر آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کو روانہ ہو جاؤں۔ میں اُمید کرتی ہوں کہ ۲۹ دسمبر کو میں جہاز پر سوار ہونگی اور آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کو جاؤں گی وہاں میں پہلے برتھ پر جاکر اتروں گی ؛

ہمارے پیارے حضرت ولی امر اللہ کی خواہش ہے کہ محترمہ سفیرین نوجبدار امریکہ میں جاکر لیکچر دیں مجھے امید ہے کہ وہ بھی دسمبر میں روانہ ہوں گی۔ ہمارے ملک کے اہل بہاء ان کے آنے سے بہت خوش ہوں گے۔ آپ ۱۴ر فروری کو اجمیر روانہ ہوئیں اور میں مسٹر این۔ آر وکیل آپ کی اہلیہ محترمہ اور دو بیٹوں کے پاس سورت کو چلی گئی تاکہ میں وہاں جاکر ان پیارے لوگوں سے ملوں اور کچھ تحریر کا کام بھی کروں۔ مسٹر وکیل ہندستان کے پہلے ہندو ہیں جو امر اللہ پر ایمان لائے۔ آپ دنیا کے بہائیان اعظم میں سے ہیں۔ ہمارے پیارے ولی امر اللہ نے فرمایا ہے کہ آپ کی دونوں بیٹیاں ایک دن بہائی مبلغ ہوکر امریکہ جائیں گی اور وہاں لیکچر دینگی۔ آپ شہر کے بڑے بڑے وکیلوں میں سے ہیں اور روح مجسم ہیں۔ مسٹر وکیل اور آپ کے اہل خانہ اور کچھ دوسرے لوگ کسی وقت امریکہ کا سفر کریں گے میں بمبئی اور سورت کے کام کے متعلق اپنی اگلی رپورٹ میں لکھوں گی۔

میں محفل روحانی ملی ہندو برما کے ممبروں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں اس محبت و مدد کے لئے اور اس عجیب انتظام کے لئے جو انہوں نے ھندوستان میں میرے سفر کے متعلق کیا ہے امر اللہ ھندوستان میں بہت ترقی کررہا ہے اور مجھے پورا پورا یقین ہے کہ ھندوستان ایک قومی بہائی ملک بن جائے گا اور ان قوموں کے دوش بدوش خدمت امر اللہ کی صف میں کھڑا ہوگا جو دورِ جدید عالم کے لئے سعی کررہی ہیں۔ اللہ ابہیٰ۔



امةالله میس مارتاروت باعدهٔ از احبای کراچی سنه ۱۹۳۸

ماخوذ از اخبار امری ہندوستان ۱۳ ~~
اگست ۱۹۳۶ء

حضرت ولی امر اللہ اقدامات جلیلہ —
محترمہ مس مارتھا روٹ کی تعریف کرتے ہیں

○

آپ نے مبلغہ شہیرہ و نفس ذکیہ امۃ اللہ مس مارتھا روٹ کا ذکر کیا ہے کہ ان ایّام میں مدینۂ کراچی آپ کے انوارِ خلوص و روحانیت سے منوّر ہے، اور آپ کی خدمات و محبّت کی خوشبوئیں گلشن کی مانند ہیں۔ اس خبر سے حضرت ولی امر اللہ کا قلبِ مبارک بہت خوش ہوا۔ اور حقیقتاً میں یہ شعلۂ الٰہیّہ اور جذوۂ رحمانیہ و آیت تقدیس و تنزیہہ و انقطاعِ ملکوتیہ ابرار و اخیار کے سرور کا سبب ہے اور خادمینِ امرِ پروردگار کے لئے فداکاری اور جانفشانی کی ایک مثال ہے ؛

(از توقیع مبارک جناب آقا شہریار باہمس کیانی۔ کراچی)

◎

ماخوذ از اخبار امریٰ ہندوستان ۱۴۷
دسمبر ۱۹۳۸ء

محترمہ مس مارتھا روٹ کے تبلیغی سفر کے مختصر حالات

بمبئی:۔ ۱۵ مارچ سے ۱۴ اپریل تک بمبئی میں رہیں اس دوران میں آپ نے ریڈیو پر تقریریں کیں۔ عید نوروز کے دن احباء الٰہی کیساتھ جشن عید میں شریک ہوئیں۔ ۲۲ مارچ کو ایک جلسہ ہوا جس کے صدر بمبئی کے سابق میئر تھے۔ یہ جلسہ مجلس کارکنان عمومی کی زیر سرپرستی ہوا تھا۔ آپ نے اس جلسہ میں موثر لیکچر دیا۔ ۲۳ مارچ کو محفل روحانی نے اخباروں کے ایڈیٹروں، کالجوں کے پروفیسروں، سیاست دانوں اور حکومت کے وزراء، امراء کو بہائی ہال میں دعوت دی۔ میئر بمبئی بھی مدعوئین میں سے تھے اور وہ ہی صدر جلسہ بھی ہوئے اخباروں کے نامہ نگاروں نے عکس لئے اور امر مبارک کے متعلق اپنے اپنے اخباروں میں بڑے بڑے مضمون لکھے۔ آپ اور محترمہ شیرین فوجدار نے اہل تھیا سفی کا مجلسوں برا ہمو سماج۔ آریہ سماج۔ مجلس اہل بودھ۔ ایسٹرن انسٹی ٹیوٹ ہائی اسکولوں اور بہائی ہال میں لیکچر دیئے۔

اجمیر:۔ ڈاکٹر فوجدار اور محترمہ شیریں فوجدار کے گھر میں سات دن

تک مقیم رہیں اور دو لیکچر دئے، ایک جامع نسواں میں اور دوسرا گورنمنٹ کالج میں،

آل نیشنز لیگ کانونشن میں شریک ہونے کے لئے اندور

اِندور

تشریف فرما ہوئیں۔ ایک مقالہ جس کا عنوان "امر بہائی نے افلاس کا کیا علاج کیا ہے؟" آپ نے اجمیر میں ہی اس کانونشن کے لئے لکھ لیا تھا۔ یونائیٹڈ پریس نے اس مقالہ کو تمام ہندوستان کے اخباروں کے پاس ارسال کیا۔ رنگون ٹائمز نے چار کالموں میں اس سارے مقالہ کو شائع کیا۔ دو ہفتہ کی مدت میں یہ مقالہ ۴۳ اخباروں میں چھپا گیا ...... ۳ نسخہ ہوتا ہے اندور میں خود محترمہ نے مفت تقسیم کرنے کے لئے اس کی ... ۷ کاپیاں چھپوائیں، محفل روحانی بمبئی نے اشراق یوم بدیع کی ....۲ کاپیاں مفت تقسیم کرنے کے لئے ارسال کیں، محترمہ شیریں فوجدار جو آل نیشنز لیگ کی آنریری سیکریٹری ہیں ۱۷ اپریل کو تشریف لائیں، نامہ نگاران اخبارات نے آپ سے ملاقات کی اور آپ کے بیان کو ہندوستان کے سب اخباروں میں شائع کیا،

۱۸ اپریل کو کانونشن کا افتتاح تھا۔ محترمہ شیریں فوجدار اور محترمہ مس مارتھا روٹ نے تقریریں فرمائیں، محترمہ مس روٹ نے حضرت ولی امر اللہ کا وہ تار پڑھ کر سنایا جو آپ نے خاص اس کانونشن کے لئے عنایت فرمایا تھا کانونشن کے ہر جلسہ میں بہائی پمفلٹ مفت تقسیم کئے گئے ہر جلسہ میں قریباً ۱۵۰۰، ۱۰۰۰ اشخاص آتے تھے اور ۲۰ تاریخ کو جس دن محترمہ مس مارتھا روٹ اور محترمہ شیریں فوجدار کی امر مبارک پر تقریریں ہوئیں اس تعداد سے زیادہ لوگ موجود تھے، پروفیسروں اور سب ادیان کے بزرگوں سے جو اس کانونشن میں حصہ لینے کیلئے

آئے ہوئے تھے ملاقاتیں کیں اور حضرت جمال ابہیٰ کا پیغام ہر ایک کے گوش گذار کیا۔

اندور کے دیوان یعنی وزیر اعظم سر مس۔ م بابنا نے محترمہ مس مارتھا روٹ اور محترمہ شیریں نوجدار کو چائے کی دعوت دی، یہ محترم شخص بیس سال سے یہ کوشش کر رہا ہے کہ اندور کے رہنے والے سب ادیان کا متقابلۃً مطالعہ کریں۔ ایک شخص نے کانونشن میں لیکچر دیا اور کہا کہ دنیا کو اس وقت ایک عالمگیر دین کی ضرورت ہے، ایک ہندو پروفیسر نے اٹھ کر کہا کہ امر بہائی جس کے متعلق ہم نے اس کانونشن میں اتنا سُنا ہے کہ آپکے یہ لیکچر زمانے کے مطالبات کے مطابق ہے آپ کیوں اسے قبول نہیں کرتے۔ اس شخص نے امر مبارک کے متعلق آج تک نہ سنا تھا، کانونشن میں تعلیمات مبارکہ کو سن کر اس پر بہت اثر ہوا۔

کراچی

کانونشن سالیانہ بہائیان ہندو برہما میں شریک ہونے کے لئے کراچی تشریف لے گئیں، کانونشن کے دوران میں خالقدینا ہال میں جو وسطِ شہر میں ہے ایک جلسہ عمومی میں جس کے صدر وہ شخص محترم تھے جو کچھ دنوں بعد کراچی کے میئر ہوئے، محترمہ مس مارتھا روٹ، عباس علی بٹ اور پروفیسر پریتم سنگھ نے لیکچر دئے، آخر میں جناب صدر نے امر مبارک کی حمایت میں ایک نہایت پُر مغز تقریر فرمائی، دوسرے دن محترمہ مس مارتھا روٹ، محترمہ شیریں نوجدار اور جناب حبیب اللہ منجی نے تھیاسفی ہال میں تقریریں کیں، رضوان کے نویں دن اعیان و بزرگان شہر کو محفل روحانی کی طرف سے دعوت تھی، تقریباً ۵۰ مہمان تشریف لائے ہوئے تھے

حظیرۃ القدس کے باغ کو احباء نے نہایت عمدگی سے سجایا ہوا تھا، محترمہ مس مارتھاروٹ اور عباس علی بٹ نے تقریریں کیں۔ ۱۳ اپریل سے ۲ مئی تک محترمہ مس مارتھاروٹ محترمہ شیریں خانم فوجدار، جناب شیخ حشمت اللہ قریشی، جناب پروفیسر پریتم سنگھ، جناب حبیب اللہ مبلغ و عباس علی بٹ نے کراچی کے مختلف مقامات میں تقریریں کیں، ۲۰ مئی کی شام کو جناب مومن زادہ نے کانونشن کے کچھ نمائندوں کو چائے کی دعوت دی، جنرل قونصل ایران اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ تشریف لائے ہوئے تھے، محترمہ مس مارتھاروٹ نے اپنے ایران کے سفر کے حالات بیان کئے ؛

کانونشن سالیانہ ختم ہوگئی اور نمائندے اور محفل مقدس ملی کے ممبر روانہ ہوگئے، مس مارتھاروٹ کتاب "طاہرہ" کے چھپوانے میں مشغول ہوگئیں اس کتاب کی جلدبندی دو طرح پر ہوئی ہے ایک کارڈ بورڈ کے ساتھ اور دوسری کاغذ کے ساتھ، یہ کتاب واقعاً ایک ناطق اور ہمیشہ رہنے والا مبلغ ہے، مبلغ تو زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ انسانوں کو تبلیغ امر کرسکتا ہے مگر یہ کتاب قرنہا قرن تک لکھوکھا انسانوں کو تبلیغ کرے گی۔ محترمہ مس روٹ نے یہ کتاب دنیا کے سب حکمرانوں اور بڑے بڑے لوگوں کے پاس روانہ کی ہے۔

ان تین مہینوں کی مدت میں جو آپ کراچی میں رہیں آپ نے علاوہ کتاب کے چھپوانے کے کام کے ہر ہفتہ دو یا تین لیکچر دیئے یا مبتدی لوگوں سے ملاقات کی، کراچی کے میئر آپ کو اور دوسرے احباء کراچی کو بہت سی دعوتوں میں لے گئے جہاں آپ کی دعوت تھی اور محترمہ مس روٹ نے پیغام بہاء اللہ ہر مجلس میں سنایا کراچی کے میئر آزادی خواہ مسلمان ہیں آپ نے کتب امری بھی بہت مطالعہ کی ہیں

اسی اثناء میں محترمہ مس مارتھا روٹ نے جناب سادھو سوانی سے ملاقات کی، جناب سادھو صاحب حیدر آباد سندھ میں رہتے ہیں ایک ماہ کے لئے کراچی تشریف لائے تھے، بہتوں نے ان کو ھندوستان کا "ایمرسن" کہا ہے اور بہتوں نے ھندوستان کی چار جلیل القدر ہستیوں میں آپ کا بھی شمار کیا ہے جناب سادھو سوانی نے فرمایا کہ آپ حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات مبارکہ سے عقیدت رکھتے ہیں، محفل روحانی نے جناب سادھو سوانی کو بہائی ہال میں مدعو کیا آپ آئے اور "ذکر دعا" پر ایک لیکچر دیا پھر ۲۲ جون کو آپ تشریف لائے اور "امر بہائی و خلق جدید" پر ایک ہیجان خیز اور موثر لیکچر دیا جلسہ کے صدر کراچی کے میئر تھے یہ لیکچر ھندوستان کے سب اخباروں کو بھیجا گیا۔ محفل روحانی نے اس کو کتابچہ کی صورت میں شائع کیا، حضرت رب اعلیٰ کی شہادت کے دن سادھو سوانی صاحب نے آپ کی شہادت کے متعلق بصیرت افروز لیکچر دیا، جناب سادھو سوانی نے کلمات مکنونہ یاد کئے ہوئے ہیں اور اپنے ہر لیکچر میں ان کا حوالہ دیتے ہیں۔

حیدر آباد (سندھ)

جناب بختیاری اور جناب خسرو ایزدیار کے ساتھ حیدر آباد (سندھ) تشریف لے گئیں جناب سادھو سوانی نے آپ کے لئے بارہ لیکچروں کا انتظام کیا ہوا تھا اور ہر جلسہ میں آپ صدر جلسہ ہوتے تھے ہر جلسہ میں سامعین کی تعداد زیادہ ہوتی تھی مثلاً سری کرشن ہال میں ۴۰۰ تھیاسفی ہال میں ۴۰۰ کالج میں ۳۵۰ اور اسی طرح برہمو سماج اور دوسرے مقامات میں، یہ سب لیکچر سندھ کے اخباروں میں شائع ہوئے، خیال ہے کہ جناب سادھو سوانی اپنے دوستوں کے ساتھ سردیوں میں

بہار کے موسم میں حیفا تشریف لے جائیں گے۔

لاہور جناب اسفندیار بختیاری کے ساتھ لاہور تشریف فرما ہوئیں، جناب پروفیسر پریتم سنگھ نے آپ کے لئے تین لیکچروں کا انتظام کیا ہوا تھا ایک پنجاب لٹریری لیگ کلب ہاؤس میں۔ ایک برہمو آشرم میں اور ایک کلچرل پروموٹنگ سوسائٹی میں،

سری نگر کشمیر راستہ کی تکالیف اور موٹر لاری کی تکلیف برداشت کرتے ہوئے سری نگر میں جو ہمالیہ کی ایک وادی میں واقع ہے، وارد ہوئیں، کشمیر ایک بہت بڑی ہندو ریاست ہے اس ریاست کے وزیر اعظم سے ملاقات کی۔ آپ "عالم بہائی جدید" کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے، ارباب معارف و تعلیم کی ایک جماعت ملاقات کے لئے آئی اور انھوں نے چھ لیکچروں کا انتظام کر دیا ایک گرلز ایسوسی ایشن میں۔ ایک ٹیچرز گروپ میں۔ ایک ومینز ویلفیر گروپ میں اور تین تھیاسوفیکل ہال میں، یہ لیکچر اتنے موثر واقع ہوئے کہ ان محترم اشخاص میں سے بعض نے ایک بہائی کلاس مطالعہ قائم کر دی، حضرت کرشن کی ولادت کے دن ہم کو بھی لیکچر دینے کی دعوت دی گئی تھی، چار ہزار سے زیادہ لوگ جمع تھے اس جگہ میں محترمہ مس مارتھا روٹ نے ایک مؤثر و ہیجان خیز تقریر کی یہ جلسہ حکومت کی طرف سے تھا اور حکومت کے سب بڑے بڑے اہل کار اور افسر اس میں حاضر تھے، محترمہ مس روٹ نے ندائے بہاء الابہیٰ کو ہر ایک کے کان تک پہونچایا۔ ان اشخاص میں سے بہت سے بعد میں ملاقات کے لئے

ہوٹل تشریف لائے،

سری پرتاب کالج میں تین سو طالب علموں کے سامنے محترمہ مس روٹ نے نہایت پُر اثر لیکچر دیا جو انھوں نے نہایت توجہ سے سُنا ان طلبار میں بہت سے تبت کے تھے اور بہت سے افغانستان اور کوہستان کے دوسرے مقامات کے تھے ہر روز دو دفعہ مبتدیوں سے ملاقات کی جاتی تھی. کشمیر کے علمار میں سے ایک شخص نے امر مبارک کی تصدیق کی ہے، آپ امر مبارک کی تعلیم سے خوب واقف ہیں. کشمیر سے روانہ ہونے کے دن ریڈیو پر تقریریں ہوئیں جناب اسفندیار بختیاری نے حضرت طاہرہ کے متعلق تقریر کی اور آپ کے اشعار پڑھ کر سنائے؛

راولپنڈی

۲۹ راگست کو راولپنڈی تشریف لے گئیں. جناب پروفیسر پریتم سنگھ لاہور سے تشریف لاکر ساتھ مل گئے. پہلے کبھی کوئی بہائی مبلغ صوبہ سرحد شمال مغربی میں نہیں آیا تھا. واقعاً محترمہ مس مارتھا روٹ کا یہ سفر بہت ہی اہم رہا ہے کیونکہ آپ نے ہندوستان سے بڑے ملک کے شمال و جنوب اور مشرق و مغرب میں ہر جگہ دورہ کیا اور ندائے یا بہاءالابہیٰ ہر جگہ پہونچا دی، راولپنڈی میں دو لیکچر ہوئے اور دونوں آریہ سماج کالج ہال میں ہوئے، ہر لیکچر میں سامعین کی تعداد تقریباً ۵۰ تھی. ایک جوان شخص سے ملاقات ہوئی جو امر مبارک کی تعلیمات سے تو واقف تھا مگر ابھی تک کسی بہائی سے نہ ملا تھا. اس نے ہمیں اپنے گھر چائے پر بلایا ہم نے دیکھا کہ حضرت عبدالبہاء کا عکس مبارک اس کے کمرے میں لگا ہوا ہے اس شخص نے

ہمیں بہت مدد دی۔

پشاور: یہ شہر بمبئی سے ۱۵۷۹ میل اور کابل سے صرف ۱۹۰ میل ہے ہمارے جلسہ کے صدر صوبہ کے وزیر اعظم ہوئے قریباً ۶۰۰ آدمی جلسہ میں حاضر تھے، لیکچر کے بعد جناب ڈاکٹر خانصاحب وزیر اعظم موصوف نے تعلیمات مبارکہ کی بہت تعریف کی آپ کے بھائی خان عبدالغفار خاں نے جو سرحدی گاندھی کے نام سے مشہور ہیں "عالم بہائی جلد ۲" کا کچھ مطالعہ فرمایا اور بہت تعریف فرمائی دوسرے لیکچر کے صدر صوبہ کے وزیر مال تھے۔

گجرات: ۲۵ سال ہوئے متعاعد الی اللہ جناب آقا میرزا محمود زرقانی سات مہینے اس شہر میں رہے تھے، لیکچر ٹاؤن ہال میں ہوا، جلسہ کے صدر کمیٹی کے پریذیڈنٹ تھے، قریباً پانچسو سامعین تھے ایک ضعیف العمر شخص حضرت جمال اقدس ابہیٰ کی مصیبتوں کو سن کر ایسا متاثر ہوا کہ اپنی دختر اور بہو کو لے کر اسٹیشن پر آیا تاکہ محترمہ مس مارتھا روٹ انھیں امر مبارک کی تعلیمات سے آگاہ کریں، یہ لوگ جب تک گاڑی روانہ نہیں ہو گئی اسٹیشن پر ہمارے پاس ہی رہے ہے۔

جموں: آریہ سماج ہال میں لیکچر ہوا۔ قریباً پچاس سامعین موجود تھے، صدر جلسہ نے امر مبارک کی تعلیمات کی بہت تعریف کی، سامعین میں سے ایک شخص نے اٹھ کر کہا کہ چار ہزار سال پہلے حضرت کرشن اور جناب منو تشریف لائے تھے اب ان کے بعد کسی شارع یا معلّم کی ضرورت نہیں ہے مگر اس کی تقریر کا کوئی اثر نہیں ہوا، تمام دن محترم لوگ تعلیمات مبارکہ کے متعلق دریافت کرنے کے لئے آتے رہے،

سیالکوٹ: ایک تجارت پیشہ شخص نے جو آسٹریلیا میں بہت سفر

کر چکا تھا اور جو مسٹر اور مسز ہانڈڈون سے تعالیم مبارکہ سن چکا تھا، برہمو سماج میں لیکچر کا انتظام کیا۔ شہر کے امام جمعہ نے اُس دن اپنی مسجد میں کہا کہ ہمیں چاہیئے تھا کہ ہم بیہے اُن کی مسجد میں جاتے ہمیں برہمو سماج میں نہ جانا چاہیئے تھا۔ امر بہائی اور امر اسلام ایک ہی ہیں۔ یہ امام صاحب شام کے وقت لیکچر میں تشریف لائے اور اپنے ساتھ قریباً سو اپنے ماننے والوں کو بھی لائے۔ ہمارے لیکچر کے بعد وہ کھڑے ہوئے اور اسلام پر ایک تقریر کی جس کے آخر میں وہی رٹ لگائی جو ہر ایک دین والا لگا رہا ہے اور کہ ہمارا پیغمبر آخری پیغمبر ہے صدر مجلس ایک عالم و فاضل ھندو تھے، انھوں نے نہایت حکمت و دانائی سے لوگوں کو نصیحت کی کہ اس یوم عظیم میں ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ حقیقت کی تلاش کرے ::

گجرانوالہ: لاہور کے ایک پروفیسر صاحب جو امر اللہ سے بخوبی واقف ہیں ہم سے پہلے یہاں پہنچے ہوئے تھے انھوں نے شہر کے سب سے بڑے بڑے لوگوں کو چائے کی دعوت دی اور ہم سے ملاقات کرائی۔ ان لوگوں نے ہم سے سوال پوچھے اور ہم نے جواب دئے، ھندو ہائی اسکول کے باغ میں ایک بہت بڑا لیکچر ہوا۔ لیکچر کے بعد ایک ھندو سوداگر ہمارے پاس آیا اور فرمایا کہ ۱۹۰۷ء میں جناب ہوپر ہیرس اور جناب ہارلین اور دو امریکن بہائی اور جناب میرزا محمود زرقانی اور جناب ابن ابہر[2] دو ایرانی بہائی ایک دینی کانفرنس میں شامل ہونے کے لئے تشریف لائے تھے وہ انھیں سلام بھیجنا چاہتا تھا۔

لاہور: اب ہم لاہور آئے۔ اس شہر میں ۱۹۰۷ء میں جناب ہیرس و جناب اور جناب پروفیسر پریتم سنگھ کے ساتھ ایک ماہ رہے تھے اور تبلیغ امر اللہ

کی تھی۔ ہم نے پہنچتے ہی شام کے وقت "موت کے بعد زندگی" پر اہل تھیاسوفی کی ایک جماعت کے سامنے لیکچر دیا۔

شملہ: لاہور سے شملہ آئے تاکہ مدرسہ تابستانی میں شامل ہوں مس وکٹوریہ زرانگیز ایرانی دوشیزہ جسے گیارہ سال ہوئے جناب پروفیسر پریتم سنگھ نے گود لیا تھا اور اب سولہ سال کی ہے راستہ سے ہمارے ساتھ ہو گئی، پہاڑ کی بلندی محترمہ مس روٹ کی صحت کے خلاف واقع ہوئی مدرسہ تابستانی امپیریل ہوٹل کے کمرے میں جہاں مس مارتھا روٹ ٹھہری تھیں منعقد ہوا۔ اس مدرسہ میں سب محافل محلّیہ سے احبّاء الٰہی آئے ہوئے تھے مدرسہ نہایت مؤثر و مفید ثابت ہوا، جناب علمی نے کتاب اقدس سے، پروفیسر پریتم سنگھ نے کتاب ایقان سے۔ جناب اسفندیار بختیاری نے "حیاتِ بہائیانہ" پر اور عبّاس علی بٹ نے مقالۂ نبیل۔ نظام بہائی۔ ظہور حضرت بہاء اللہ" سے درس دئے الحق یہ مدرسہ تابستانی سارے سفر تبلیغ میں سب سے اہم ترین اور بہترین چمکتا ہوا شعاع تھی۔ امراللہ کی تاریخ میں یہ مدرسہ بہ صف اوّل مدرسہ تابستانی بہائی کے طور پر یاد رہے گا بلکہ اپنی اہمیّت اور اثر کے باعث بھی ممتاز ترین گنا جائے گا۔

شام کے وقت لیکچر ہوتے تھے تاکہ پیغام امراللہ دوسروں کو بھی سنایا جائے۔ برہمو سماج۔ وائی۔ ایم۔ سی۔ اے ہال۔ اسلامیہ ہائی اسکول ہال اور آریہ سماج میں لیکچر ہوئے، مدرسہ تابستانی ۱۹ ستمبر سے ۳۰ ستمبر تک جاری رہا۔

ماخوذ از اخبار امری نمبر ۱۴۲

دسمبر سنہ ۱۹۳۸ء

بہائی مدرسۂ تابستانی ہند و برما، شملہ

محفل رُوحانی ملی کی تصمیم کے مطابق اوّل بہائی مدرسہ تابستانی شملہ میں منعقد ہوا اور نیچے لکھے پروگرام پر عمل کیا گیا۔ مدرسہ کی ممتاز ترین بات یہ تھی کہ مُبلّغۂ شہیرہ محترمہ مس مارتھا روٹ مدرسہ میں حصّہ لینے کے لئے تشریف لائی ہوئی تھیں حقیقت یہ ہے کہ محترمہ کے وجود سے خدائی تائیدات و آسمانی برکات مدرسہ پر نازل ہوئیں اور کامیابی و موفقیت اس مدرسہ میں شامل ہونے والوں کے ساتھ ساتھ رہیں۔ ہندوستان کی قریباً ہر ایک محفل ملّی سے محصّلین مدرسہ میں آئے ہوئے تھے، ہمارے محبوب حضرت ولی امر اللہ نے نیچے لکھا ہوا تار مدرسہ میں حصّہ لینے والوں کی تشویق کے لئے عنایت فرمایا:

"اوّل مدرسہ تابستانی کو جو پیاری مس مارتھا روٹ کے وجود سے متبرک ہوا ہے اس کی کامیابی کے لئے ہماری مخلصانہ دعاؤں کا یقین دلائیں"

"شوقی"

پروگرام:- ۱۹- ستمبر سے ۳۰- ستمبر ۱۹۳۸ء

۹ بجے صبح سے ۹½ بجے تک	دُعا و مناجات
۹½ " " ۱۰½ "	کتاب اقدس
۱۰½ " " ۱۱½ "	کتاب ایقان



امته الله مارتاروت دراولین سمر اسکول هند و برما در سیمله ۱۹۳۸

۱۱½ بجے صبح سے ۱۲½ بجے تک	تعالیم اساسی امر اللہ
۱۲½ " " ۳ " " "	تفریح
۳ " " ۴ " "	نظام بہائی
۴ " " ۵½ " "	تاریخ نبیل

تبلیغی کانفرنس بھی انہی دنوں میں منعقد ہوئی، ۲۲ ستمبر کی سہ پہر کو پکنک ہوئی اور سب احبّا الہٰی ایک بنگلہ میں تشریف لے گئے جو پہاڑ کے ڈھلوان پر واقع تھا خوشی اور خرّمی ہر چہرے سے ٹپکی پڑتی تھی؛ ہر ایک دل روح وریحان سے معمور تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ روح القدس اس مجمع احباب میں ہر ایک روح کو سہلا رہی ہے، ۲۴ ستمبر کو احبّاء شملہ نے مدرسہ میں شامل ہونے والوں کو ایک عظیم الشان دعوتِ چائے دی۔ چائے سے پہلے سب محصلین مدرسہ کا ایک فوٹو لیا گیا۔

حضرت جمالِ مبارک عزّ و جلّ ذکرہٗ فرماتے ہیں:

یہ صاف ظاہر و روشن ہے کہ جب اسماء و صفاتِ الہٰی کے مظاہر کے حقائق سے پردے ہٹائے جائیں گے بلکہ تمام ظاہر و غائب اشیاء کے پردے چاک کر دئے جائیں گے تو سوائے آیۂ الہٰی کے اور کچھ باقی نہ رہے گا۔ یعنی وہ آیت جو خود اس نے ان حقائق میں رکھی ہے۔ یہ آیت اس وقت تک باقی رہے گی جب تک زمین و آسمانوں کے مالک ترے پروردگار کی مرضی ہو گی۔ اگر تمام آفرینش کے لئے ایسی غایات مقرر ہیں تو پھر مومن صادق کا مقام جس کا وجود تمام کائنات کے وجود کا مقصد خیال کیا جاتا ہے کتنا بڑا ہو گا۔ (ماخوذ از اخبار امری نمبر ۱۲ بابت دسمبر ۱۹۳۹ء نئی دہلی)

ماخوذ از اخبار امری ہندوستان نمبر ۱۵
مارچ ۱۹۳۹ء

اطلاع

گیارھویں سالانہ کانونشن بہائیان ہند و برما

(۱) وقت و مقام : جمعرات ۲۷ اپریل، جمعہ ۲۸ اپریل
اور ہفتہ ۲۹ اپریل ۱۹۳۹ء

مقام : ۵۳ بنٹنگ اسٹریٹ نمبر ۱-اے مقابل پیراڈائز سنیما. کلکتہ،

پروگرام

۹ ½ بجے صبح سے ۱۲ ½ بجے تک پھر ۲ ½ بجے سے ۵ ½ بجے تک پھر ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک ۲۷ اپریل اور ۲۸ اپریل کو کانونشن کا اجلاس ہوگا۔ ۲۹ اپریل کو عصر کا اجلاس نہیں ہوگا۔ اس کی جگہ عید رضوان کا نواں دن منایا جائے گا،
صبح کے جلسے ۹ بجے سے شروع ہوں گے اور آدھے گھنٹے تک کانونشن کے متعلق الواح و آیات پڑھی جائیں گی،

(الف) کانونشن کا افتتاح محفل روحانی ملی کے رئیس کریں گے

(ب) نمائندوں کی حاضری

(ج) کانونشن کے پریذیڈنٹ اور سیکرٹری کا انتخاب،

(د) حضرت ولی امراللہ کی خدمت میں کانونشن کا پیغام،



امةالله میس مارثاروت در کانونشن بهائیان هند و برما اپریل سنه ۱۹۳۸ در کلکته

(ھ) محفلِ رُوحانی ملّی کی رپورٹ سیکرٹری محفل پڑھیں گے،

(و) صندوقِ خیریہ کی سالانہ رپورٹ خزینہ دار محفلِ رُوحانی ملّی پڑھیں گے

(ز) نیچے لکھے مضمونوں پر گفت گو و مذاکرات ہوں گے،

(۱) منشی محفل ملّی کی سالانہ رپورٹ، (۲) چھ سالہ نقشۂ تبلیغ،
(۳) سمرا سکول، تاریخ اور جگہ کا تعین (۴) تبلیغ (۵) نشر نفحات، محترمہ مس مارتھا روٹ کے کام کو جاری رکھنے کے متعلّق تجاویز (۶) محفظۂ آثار، تاسیس و ترتیب، (۷) جوانانِ بہائی کی تحریکات اور ان کے اقدامات (۸) اعانۂ ملّی (نیشنل فنڈ) اس کی توسیع و تحکیم (۹) بہائیانہ اعمال، و اقوال افعال،

(۳) محفلِ روحانی ملّی کے اعضاء کا انتخاب یوم جمعہ ۲۰ اپریل ۳ بجے بعد از ظہر ہوگا۔

(۴) جو نمائندے کانونشن میں شخصاً شریک نہ ہوں گے وہ اپنی رائے کی پرچیاں اور کانونشن کے متعلّق سب خط و کتابت منشی محفل ملّی معرفت پوسٹ بکس نمبر ۸۹۴۰ ایّام کانونشن کے دوران میں بھیجی جائیں گی ؎

(۵) محفل روحانی ملّی کے مطابق کانونشن کے دوران میں ۲۵ اپریل سے ۵ مئی تک خط و کتابت منشی محفل ملّی معرفت پوسٹ بکس ۸۹۴۰ پر بھیجی جائے ؎

(نوٹ) کانونشن کو صحیح طریقہ پر کامیاب بنانے کے لیے اُمید ہے

کہ تمام نمائندے ان مضمونوں پر، جن پر کانونشن میں گفتگو اور مذاکرہ ہوگا، پوری پوری اطلاعات حاصل کرکے آئیں گے۔ تاکہ مذاکرات کے بہترین نتیجے حاصل ہوں اور جامع و عملی سفارشات محفل رُوحانی ملّی کے حضور پیش کی جائیں

ماخوذ از اخبار امری ھند و برما نمبر ۲ بابت اکتوبر ۳۵ء شملہ

محترمہ مس مارتھا روٹ

(اقتباسات از متحدالمال امریکا نمبر ۹۳)

اوسلو (ناروے) کا ایک باتصویر رسالہ (ریڈیو بلیٹ) نے اپنی اشاعت مورخہ ۲۸ اپریل - ۴ مئی ۱۹۳۵ء میں مس مارتھا روٹ ریڈیو پروگرام شائع کیا ہے اس پروگرام کے ساتھ اس رسالے نے اس مبلغہ محترمہ کی ایک تصویر بھی چھاپی ہے۔ ایک دوسرے ہفتہ وار رسالے نے جس کا نام (ھیلو ھیلو) ہے۔ اسی تاریخ کی اشاعت میں مس روٹ کا پروگرام شائع کیا ہے۔ سٹاک ہولم (سویڈن) کے رسالے سیونکا جرنلن) نے اپنی دس فروری ۱۹۳۵ء کی اشاعت میں مس روٹ کے ساتھ ملاقات کا حال لکھا ہے اور اپنے صفحات میں حضرت عبدالبہاء کے شمائل مبارک اور مشرق الاذکار کی تصویر جس میں نمائندگان کا اجتماع ہے، چھاپی ہیں دوسرے صفحہ پر مبلغہ محترمہ مس مارتھا روٹ کی تصویر ہے جو اسم اعظم لئے کھڑی ہیں۔

محترمہ مس روٹ کے بارے میں اوسلو کے رسالہ (آفٹن پوسٹ) مورخہ ۱۱ مئی ۳۵ء میں ایک اور مضمون شائع ہوا تھا۔ اس مضمون کے ساتھ مبلغہ محترمہ کی ایک تصویر بھی ہے جس میں آپ اسم اعظم کو دکھا رہی ہوئے ہیں!!

ماخوذ از اخبار امری نمبر ۱۵

مارچ ۱۹۳۹ء

وُہ مقاصدِ مہمّہ جنہیں ترویج دینا ہندوستان اور برما کے اہلِ بہاء کا فرض ہے!

پیارے بھائی برادر، حضرت ولی امر اللہ کی طرف سے میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ آپ کا خط مورخہ ۲۷ جنوری بمع دیگر کاغذات کے جو آپ نے محفل رُوحانی ملی بہائیان ھند و برما کی طرف سے تقدیم کیا تھا وصول ہوا حضرت ولی امر اللہ نے اس خط کو بہت شوق سے مطالعہ فرمایا اور بہت مسرور ہوئے۔

محترمہ مس مارتھا روٹ کے نمایاں کام کو جاری رکھیں!

خاص کر آپ اس جلسہ کی کارروائی سے بہت خوش ہوئے جو ہماری انتھک اور معزز بہن مس مارتھا روٹ کی ھندوستان سے روانگی کے وقت آپکی محفل روحانی کی سرپرستی میں قائم کیا گیا تھا ان اقدامات تاریخی کے لئے جو اس خادمہ عزیزہ اولین نے اس ملک میں ایک سال رہ کر جاری کئے تھے کوئی خراج تحسین و تعریف اس جلیل و جمیل محفل سے بڑھ کر نہیں ہو سکتا جو اس خواہر محترمہ کی روانگی کے وقت منعقد ہوئی۔ آپ کی محبّت اور رضاکارانہ خدمت نے اس کے دل پر گہرا اثر کیا ہوگا اور اسے اس شکرگذاری کا ایک اور ثبوت

ملا ہوگا جو آپ سب اس کے آپ کے درمیان تبلیغی تحریکات کرنے کے سبب اپنے دل میں رکھتے ہوں گے۔

حضرت ولی امراللہ اعضاء محفل روحانی ملی کے اور اُن کے ذریعہ ہندوستان و برما بھر کے تمام اہل بہاء کے اس مہمانداری اور محبانہ خدمت کے لئے جو انھوں نے فرداً جمیعاً مس مارتھا روٹ کے دوران اقامت میں اس کے لئے ظاہر کی اب آپ کا خیال ہے کہ سب سے ضروری بات یہ ہے کہ ہر فرد بہائی خصوصاً محافل محلّیہ کے لئے لازم ہے کہ وہ کمر ہمّت باندھیں اور پکے ارادے کے ساتھ آپ کے اس شاندار کام کو جاری رکھنے کی کوشش کریں جو آپ نے ایسی قابلیت مگر بغیر کسی دکھاوے کے پورا کیا ہے اگر وہ ان بیجوں کو جو آپ نے لتنے مہینے سخت اور لگاتار کوشش کے بعد اتنی محنت سے بوئے ہیں ضائع ہونے دیں گے تو یقیناً وہ شکر گذاری کا حق ادا کرنے سے قاصر گنے جائیں گے ان کا تو فرض ہے کہ وہ ان بیجوں کو سیراب کرنے اور انھیں پھلنے پھولنے میں مدد دینے کے لئے کوئی کوشش اٹھا نہ رکھیں تاکہ وہ اپنے وقت پر بکثرت اور ہمیشہ باقی رہنے والے پھل لائیں ۔

شرح تصدیق علیاحضرت ملکہ میری

آف رومانیہ

کہ بتوسط نجم دُرّی اُفق انقطاع مِس مارتھا روٹ بشرف ایمان فائز ہوئیں

(ماخوذ از کتاب بقائے روح دامتہ اللہ المنقطعہ مس مارتھا روٹ صفحہ ۴۳ تا ۴۴)

ترجمہ انیس الرحمن

●

مس مارتھا روٹ نے پیغام امر مبارک سنہ ۲۶ء میں ملکہ میری رومانیہ کو ابلاغ فرمایا۔ ان دنوں ملکہ معظمہ حد درجے غمزدہ تھیں کہ پرنس تخت سے محروم کر دئے گئے تھے، اس موقع پر یہ پیغام امر اُن کے لئے موجب تسلّی ثابت ہوا، اس سال بماہ جنوری بلغاریہ کے شہر بخارسٹ میں انھیں بہاءاللہ کا امر بدیع پہونچایا گیا۔ کتاب بہاءاللہ و عصر جدید کے عمیق مطالعہ کے بعد انھوں نے دینِ بہائی قبول کر لیا۔ ساتھ ہی اُن کی صاحبزادی شہزادی ایلیانا بھی فائز بہ امراللہ ہوئیں انھوں نے حضرت ولی عزیز امراللہ شوقی آفندی ربانی روحیفداہ کے حضور ایک عریضہ میں خضوع و خشوع و عبودیت کا اظہار تقدیم کیا۔ جو ان کے مقالات سے ظاہر ہے حضرت ولی عزیز امراللہ ارواحنا فداہ اپنی ایک توقیع مبارکہ میں فرماتے ہیں.....

قولہ الاحلیٰ: اپنے مکتوب میں جو ملکہ رومانیہ نے مجھے تحریر کیا ہے اس کی دلنشین عبارت اور شیرین کلمات اُن کے مافی الضمیر کا اظہار کرتے ہیں۔ اسرار لا نی جو اس سے جلوہ نما ہیں۔ اُن سے حق شناسی ظاہر ہوتی ہے، ان کی تحریر سے عبودیت کبریٰ کی خوشبو اور خلق جدید کے آثار ظاہر نمودار ہیں .... مارتا روٹ اور ملکہ کے درمیان مراسلات کا سلسلہ سن ۱۹۲۶ء سے شروع ہوا تھا سن ۱۹۲۷ء میں ملکہ معظمہ کی دعوت پر مس روٹ اُن کے حضور مشرف ہوئیں اس وقت ملکہ نے امراللہ کے بارے میں خضوع کا اظہار فرمایا تھا اور تعلیمات مبارکہ کو پسند فرمایا ... ... تیسری ملاقات جنوری ۱۹۲۸ء میں بمقام بلگراؤ ہوئی جیسا کہ شروع میں ذکر ہو چکا ہے چوتھی ملاقات اکتوبر ۲۹ء اور پھر اگست ۳۲ء اور فروری ۳۳ء میں ہوئی ... ... ۳۱ء میں ملکہ رُومانیہ نے شہزادی ایلیانا کے ہمراہ مقامات مقدّسہ کی زیارت کا قصد کیا اور ارض اقدس تک تشریف لائیں مگر بعض سیاسی لوگوں کی مخالفت کے باعث آپ اس فیض سے محروم رہیں حضرت ولی عزیز امراللہ ایک لوح مبارکہ میں فرماتے ہیں قولہ الاحلیٰ بقاع منوّرہ (یعنی حضرت ربّ اعلیٰ حضرت جمال مبارک حضرت سرکار آغا کے روضۂ مبارکہ) کے نورانی پرتو کے اثر سے جو ملکہ نیک اختر کے دل پر نمودار ہوا وہ اس کوچۂ جاناں کی طرف روانہ ہوئیں اور جیسا کہ خود ملکہ نے اپنے مکتوب میں رقم کیا ہے وہ غافل سیاسیوں کی مخالفت کے باعث اس فیض عظمیٰ سے محروم رہ گئیں، اور اعلیٰ مقصد پورا نہ ہو سکا ... ... ماہ فروری ۳۴ء میں ایک مرتبہ پھر مس روٹ کی ملکہ رومانیہ سے بخارسٹ میں ملاقات ہوئی۔ اس وقت

تک ایلمنٹ کی کتاب بہاء اللہ و عصر جدید رومانی زبان میں ترجمہ ہو چکی تھی، مس مارتھا روٹ نے اس پر اظہار مسرت و قدردانی فرمائی۔ ان دونوں کی آخری ملاقات فروری ۱۹۳۶ء میں بمقام بخارسٹ ہوئی جس کی شرح داستان محترمہ مس روٹ نے تفصیل کے ساتھ تحریر کی ہے جو کافی دلچسپ ہے۔ اس ملاقات کے چار روز بعد ملکہ معظمہ نے آخری تبلیغی مقالہ بہائی ورلڈ کی جلد ششم کے لئے تحریر کیا جو امریکہ سے شائع ہوا۔ اس میں درج ہے کہ ملکہ رومانیہ نے کس طرح دینِ بہاء اللہ کو قبول فرمایا۔ ملکہ نے ۱۹۳۸ء میں وفات پائی اور ان کی تدفین باکمال عظمت و جلال شاہانہ طور پر انجام دی گئی۔ ان کی قیمتی ترین یادگاریں بہائی محفظۂ آثار بین المللی کوہ کرمل میں موجود ہیں۔ ایک تو بہت نفیس سلطنتی چوگان ہے، دوسری یادگار چاندی کے دو پروں کی مانند ایک تمغہ ہے جو الماس سے مزین ہے اور جس پر طلاکاری کی گئی ہے دونوں پروں کے درمیان ایک بہت ہی قیمتی مروارید نصب ہے، یہ تمغہ ملکہ کو روس کے شاہی خاندان کے ایک فرد نے پیش کیا تھا جس سے ملکہ کی رشتہ داری بھی تھی، ملکہ نے یہ قیمتی تحفہ مس مارتھا روٹ کی خدمت میں بعنوان یادگار پیش کیا بعد میں مس روٹ نے اس قیمتی تحفے کو شکاگو (امریکا) کے بہائی مشرق الاذکار (عبادت خانے) کے تعمیری فنڈ میں تقدیم کر دیا جسے مسٹر ویلارڈ ہیچ نے خرید لیا۔ انھوں نے ہدیہ کی رقم تو فنڈ میں جمع کرا دی اور اس تمغے کو سن ۱۹۳۱ء میں اپنے ساتھ ارض اقدس لے جا کر محفظ آثار جبل کرمل میں تقدیم کر دیا تاکہ اس بزرگ ملکہ کی یادگار کے طور پر رکھا جائے جس نے پہلی

بہائی صدی میں امر عظیم کو قبول کیا۔

اس داستان کو حضرت ولی عزیز امر اللہ روحی فداہ نے لوحِ قرن GOD PASSES BY میں تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے مسٹر ویلارڈ لاس اینجلز کیلیفورنیا (امریکہ) کے بہائیوں میں سے ایک ممتاز بہائی ہیں:

—— ✿ - ✿ - ✿ ——

حضرت ملکہ رُومانیہ کی ایک تحریر کے فوٹو کا ترجمہ:

"آج جبکہ دُنیا پراگندگی بحران اور بے چینی میں مبتلا ہے ہم کو چاہیئے کہ دینِ الٰہی پر قائم ہو جائیں جو کہ جدائی کے بجائے ہم سب کو باہمی طور پر ایک دُوسرے سے ملاتا ہے ان لوگوں کے لئے جو سچائی کی تلاش میں ہیں بہائی تعلیمات اُس چمکدار ستارے کی مانند ہیں جو حدِ درجے فہم و ادراک و روشنی بخشتا ہے اور سب کے لئے یقین امن اور خیرخواہی حاصل ہوتی ہے"

دستخط ملکہ رومانیہ

سن ۱۹۳۶ء

(ترجمہ انیس الرحمٰن)

ملکۂ رومانیہ کا ایک اور مقالہ

(ماخوذ از کتاب بقائے روح داستۃ اللہ المنقطعہ مس مارتا رو صفحہ ۵۰ تا ۵۷) ترجمہ انیس الرحمٰن

انسان کی ناقص عقل وفکر ابتداء میں حقیقت الوہیت کے متعلّق یہ تصوّر کرتی ہے کہ وہ ایک ایسی مستقل کیفیت اور وجود خارجی ہے جس کی گہرائی و حقیقت کو ادراک کیا جا سکتا ہے اس کے کمالات مقدسہ کو اپنی قوّتِ تخیلہ اور توہمات کے دائرے میں الفاظ وعبارات میں بیان کر سکتے ہیں وہ نہیں جانتا کہ حقیقتِ الٰہیہ ہماری عقل وفہم سے بالا تر ہے ہمارے واہیات تصوّرات اور تخلیق کی ہوئی فکر اس مقدّس ذات کو جس طرح چاہیئے ویسے نہیں پہچان سکتی، حقیقت ابدّیت وازلیت کا ادراک جیسا کہ چاہیئے، انسان کی فہم اور محدود بشری خیالات سے خارج ہے

یہ واضح حقیقت ہے کہ ذات کبریا ء کائنات اور جسمانیات سے منزّہ و مقدّس ہے، صغر سنی میں ہم اس طرح خیالی نقشہ بناتے ہیں کہ بڈھے باپ کی طرح خدا کی صورت ہے وہ لمبی داڑھی رکھے بادلوں کے بیچوں بیچ ایک تخت پر بیٹھا ہے، قہر وانتقام کی بجلیاں چمک رہی ہیں ——

یہ تمام افکار مخلوق کے تصوّرات اور اُن کے اوہام ہیں ... ...

حقیقت الوہیت ان تخلیات اور توہمات سے بالا تر ہے بلکہ وہ ایک ایسی بسیط جوہری قوّت اور عظیم طاقت ہے جو سب موجودات و

More than ever today when the world is facing such a crisis of bewilderment and unrest, must we stand firm in Faith seeking that which binds together instead of tearing assunder.

To those searching for light, the Bahá'í Teachings offer a star which will lead them to deeper understanding, to assurance, peace and good will with all men.

Marie

1936.

عکس مقالهٔ علیا حضرت ملکه رومانیا بخط خود شان

کائنات پر حاوی و غالب ہے اس کے ظاہر و باہر اثرات اپنی قوتِ معنوی کے ساتھ کل موجود اشیاء میں مشہود و موجود ہیں ——

وہ مصدرِ محبت ہے، منشاء خیر و برکت ہے، معدن احسان ہے، ایقان کی کان ہے ایک ندائے غیبی ہے جو قلب کی گہرائیوں میں اثر انداز ہوتی ہے راہِ ہدایت و ضلالت کی تشخیص بخشتی ہے لیکن چونکہ اکثر نفوس اس آواز غیبی اور ندائے قلبی سے غافل ہیں خداوند کریم اپنے فضل و عنایت سے اپنی مخلوق میں وجوداتِ مقدسہ کو مامور فرماتا ہے تاکہ اس کے کلمے کو یہ نفوس مقدسہ امر حق کے نام سے نفوس بشری پر واضح اور روشن کر دیں۔ ظہور انبیائے کرام یعنی حضرت مسیح حضرت رسول اللہؐ و حضرت بہاء اللہ وغیرہ کا آنا اس اعلیٰ مقصد کے لئے تھا چونکہ انسان ہر عصر و زمانے میں ایسی ندائے الٰہی و آوازِ ربانی کا محتاج ہے جو انھیں حقیقی مفہوم الوہیت سے آگاہ کرے اس لئے یہ ندائے ربانی و صوتِ مقدس بہ لسان الٰہی انبیائے عظام کی ہیکل بشری سے جاری و ظاہر ہوتی ہے تاکہ نفوس انسانی اپنے ظاہری کانوں سے سن سکیں اور حقیقت کو سمجھ سکیں،

وہ لوگ جو کتب الٰہی کو بصیرت کی نظروں سے پڑھتے ہیں اور پاک قلوب کے ساتھ ان کے حقائق و معنی پر غور و فکر کرتے ہیں، وہ ہر سطر میں تجلی و الہام الٰہی کی ایک حقیقت کا مشاہدہ کرتے ہیں لیکن ان لوگوں کے لئے جن کی آنکھوں پر پردۂ غفلت پڑے ہوئے

ہیں مرورِ زمانہ کے ساتھ لازم ہے کہ وہ کبھی کبھی سخت حادثات و ناگوار واقعات سے دوچار ہوں تاکہ شدّتِ غم میں خدا کی طرف متوجہ ہوں اور ندائے الٰہی کو سُن کر بصیرت حاصل کر سکیں ۔

رنج و غم دو ایسے صادق معلّم اور صحیح رہنما ہیں کہ ہمیں طریقِ ہدایت بخشتے ہیں اور اس پوشیدہ راز اور سرِّ مخفی کی معرفت پر مائل کرتے ہیں جو حقیقت وجودِ انسانی پر متجلّی ہے اور جب ہم اس اعلیٰ مقام اور حقیقی تجلّیات سے بابہرہ ہو جاتے ہیں تو بے پناہ خوشی و مسرّت حاصل ہوتی ہے لیکن شرط یہی ہے کہ ندائے الٰہی کو ہم دل و جان سے سُنیں اور پاک قلب سے ادراک کریں ، جب ہم یہ جام عرفان پیتے ہیں تو ہم اس بات کے محتاج نہیں رہتے کہ حقیقتِ الٰہیہ کو سیاہ بادلوں میں تلاش کریں ، بلکہ اُس حقیقی باپ کے آثار کو کہ ہماری ہستی جس کی عنایت کردہ ہے ۔ اپنے آئینۂ دل سے مشاہدہ کرینگے جبکہ ہم اس ظاہری ہیکل عنصری سے آزاد ہو کر عالم بالا کی طرف صعود کریں گے اور نقطۂ اصلیہ کی طرف راجع ہوں گے ،

یہاں اب اگر مجھ سے کسی موضوع کی توضیح میں تکرار سرزد ہو گئی ہے تو آخر میں معافی کی طلبگار ہوں حقائق و معانی کو چاہے کتنے ہی الفاظ اور مختلف عبارات میں بیان کیا جائے مگر ضروری ہے کہ اپنی نظر کو ہم اُسی حقیقتِ واحد پر مرکوز رکھیں ۔ ہماری عبارت متنوّع ہے اور تیرا حسن واحد (عباراتنا شتّی و حُسنک واحد)

ترجمۂ تلگرافِ مبارکِ حضرتِ ولیِ امر اللہ ارواحنا فداہ

خطاب صادر شدہ بنام سیکرٹری محفلِ مقدسِ روحانی ملّی بہائیان صوبہ جاتِ متحدہ امریکہ و کناڈا

متعلّق بصعودِ امۃ اللہ المقربہ مس مارتھا روٹ علیہا بہاء اللہ ورضوانہ

ترجمہ محفوظ الحق علمی

مارتھا روٹ کے بے شمار احباب دنیائے بہائی میں اُن کی جسمانی اور پُر شجاعت زندگانی کے فقدان پر میرے ساتھ سوگوار ہیں ملاءِ اعلیٰ کے رہنے والے اُن کے لائق مقام حیاتِ ابدی کے امتحان پر پہونچنے سے خوشی کے نعرے لگا رہے ہیں آنے والی نسل بہائی ثابت کر دے گی کہ مس مارتھا روٹ وہ اوّلین ایادیِ امر تھیں جنھیں پہلی بہائی صدی میں حضرت عبد البہاء کی وصایائے مبارکہ نے پیدا کیا ہے موجودہ لوگ اور ان کے

ہم عقیدہ انھیں وہ تازہ پھل سمجھتے ہیں جسے اب تک حضرت بہاء اللہ کا دورِ تشکیلِ دین عرصۂ شہود میں لایا ہے۔

انتظام کیجئے کہ مشرق الاذکار میں اُس ہستی کی شان کے لائق یادگاری جلسے ہوں جس کے اعمال نے جامعۂ بہائی امریکہ پر نہ مٹنے والی روشنیاں ڈالی ہیں میں ضروری سمجھتا ہوں کہ محفلِ ملّی کے ساتھ بہترین مقام یادگار اتحاد شرق وغرب کی تعمیر کے اخراجات میں شرکت کروں کیونکہ مارتا روٹ نے کھلے دل سے مشرق و مغرب کے اتحاد کے لئے اپنی تمام قوتوں کو وقف کر دیا تھا۔

(دستخط مبارک)

شوقی

○

ترجمہ محفوظ الحق علمی

حضرت ولی امر اللہ ارواحنا لالطافہ الفدآء تلگراف ۸ اکتوبر ۱۹۳۹ء میں امۃ اللہ مس مارتھا کے صعود کے متعلق فرماتے ہیں

ورقۂ زکیہ مشہور مبلغہ نشانِ بے نیازی مشعلِ محبت و دوستی مجسمۂ شجاعت ووفا نورِ چشم اہلِ بہا مارتھا روٹ بلند ترین مقاماتِ خلدِ برین میں پہونچ گئیں ساکنینِ ملاءِ اعلیٰ نے یہ کہتے ہوئے ان کا استقبال کیا: "مرحبا مرحبا اے فخر المبلّغین والمبلّغات آفرین، آفرین کہ تم نے اپنی تمام ہستی کو خداوند آیاتِ بیّنات کے ملکوت کی طرف منجذب ہوکر فدا کردیا تمہیں اس روشن اعلیٰ، بلند و برتر مقام پر مبارکباد۔ ہزار بار مبارکباد، تمام احبا کو یہ بات پہنچا دیجئے کہ مارتھا روٹ کے شاندار مقام کے اعزاز میں تمام ولایات کے اندر پورے دو ہفتے لازماً مخصوص اجتماعات منعقد کریں" شوقی

بقائی روح صفحہ ۳۲-۱۳

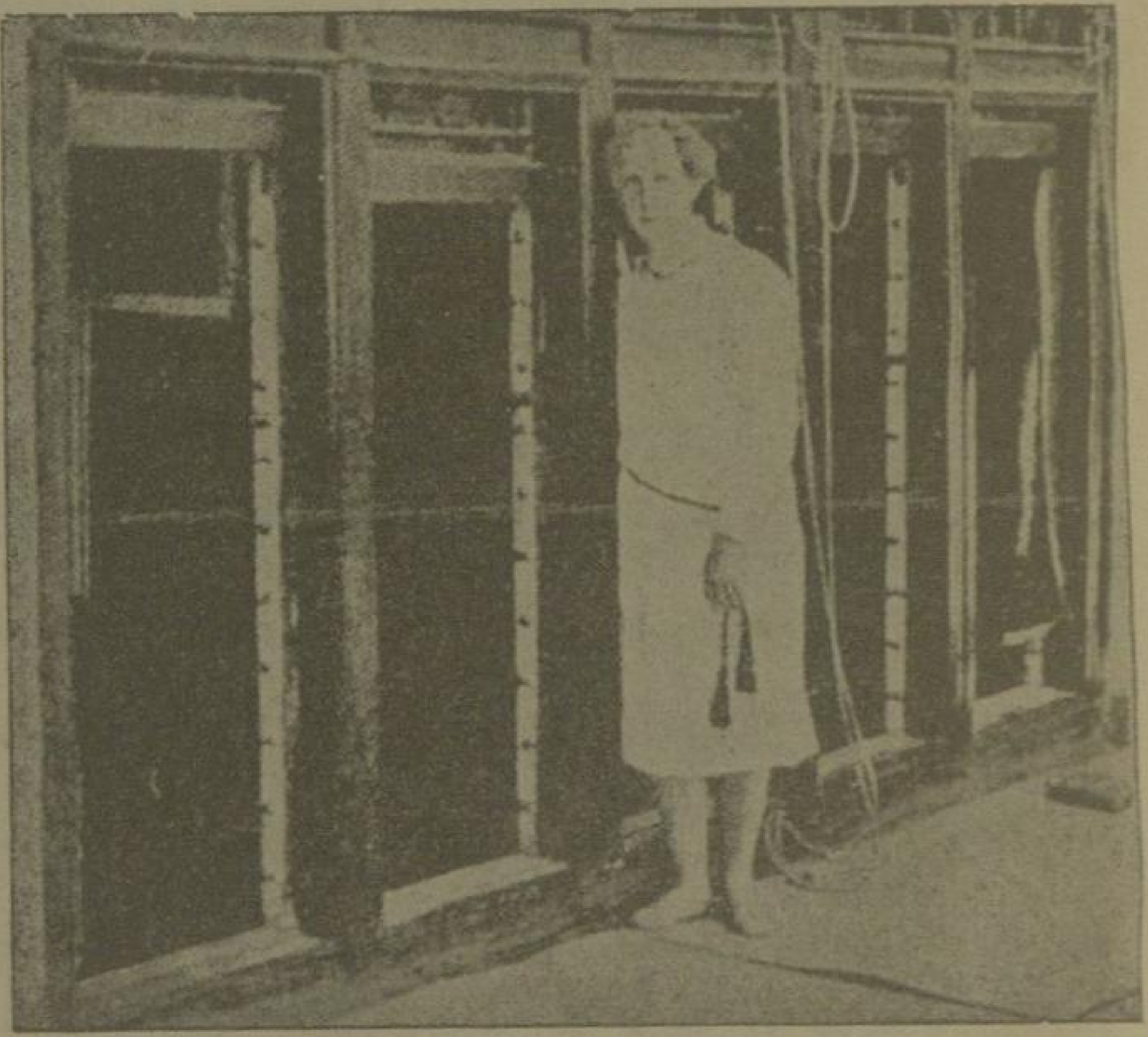
یادِ رفتگان

(ماخوذ از اخبار امری نمبر ۷ ، ار دسمبر ۱۹۳۹ء نئی دہلی)

ٹوٹے ہوئے دل اور غم و اندوہ کے ساتھ ہم اپنی پیاری روحانی بہن محترمہ مس مارتھا روٹ کے ملکوت ابہیٰ کو صعود فرما جانے کی خبر درج کرتے ہیں۔ یہ خبر سیدھی ہمارے پاس کسی طرح نہ پہونچ سکتی تھی ایران کے احبائے الہٰی نے پہلے پہل یہ خبر جناب اسفندیار بختیاری کو بھیجی اور ایران کی محفلِ ملی کو اس سانحہ کے متعلق جو تار حضرت ولی عزیز امراللہ نے بھیجا اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مخلص منقطع و مطمئن رُوح ستمبر کے آخری ایام میں ملأ اعلیٰ میں جا شامل ہوئی :

حضرت بہاءاللہ جمالِ مبارک نے فرمایا ہے کہ "موت ہر مومن صادق کو ایک جام عطا کرتی ہے جو فی الحقیقت زندگی کا جام ہے۔ یہ خوشی عطا کرتی ہے اور مسرت بخشتی ہے۔ یہ ہمیشہ کی زندگی کا تحفہ پیش کرتی ہے۔"

محترمہ مس مارتھا روٹ کا اس طرح اچانک صعود فرما جانا ہر شخص



عکس میس مارثاروت در وقت زیارت بیت مبارک در شیراز

کو صدمہ پہونچائے گا۔ آپ گذشتہ سال انہی دنوں میں ہمارے درمیان تھیں اور شمالی ھندوستان کی یونیورسٹیوں اور تعلیمی اداروں میں امرالله کی تبلیغ میں مشغول۔ آپ ظاہراً بالکل تندرست معلوم ہوتی تھیں۔ اگر آپ کبھی کبھی دل پر بوجھ اور درد کمر کی شکایت کیا کرتی تھیں ہمیں اس وقت ایک لمحے کے لئے بھی یہ خیال نہ آتا تھا کہ آپ اس قدر جلد ہم سے جُدا ہوجائیں گی اور ملکوت غیب کو پرواز فرماجائیں گی، آپ نے اپنی زندگی امرالله کی خدمت کے لئے وقف کی ہوئی تھی اور روشنی و نور کے ایک سچے سپاہی کی طرح آپ ساری عمر جہالت اور تاریکی کی طاقتوں سے لڑتی اور انھیں بکھیرتی رہیں اور آپ نے آخر دم تک اس لڑائی کو جاری رکھا۔ آپ کے کارہائے نمایاں واعمالِ درخشان آنے والی نسلوں کے لئے انقطاع خلوص۔ استقامت اور وفاداری کے چمکتے ہوئے سرمشق ہوں گے۔ آپ کے ایمان کی مضبوطی نے آپ کو وہ جرأت عطا کی ہوئی تھی جو اُن نفوس میں پیدا ہوجاتی ہے جن کے دل میں خدا کی وحدانیت جلوہ نما ہوجاتی ہے۔ آپ دنیا کے تاجداروں قوموں کے امیروں اور دنیا کے عقلمندوں کے پاس حضرت بہاءِ الله کا پیغام لے کر گئیں اور نہایت عقلمندانہ طریقہ سے انھیں آپ کی تعلیم مبارکہ سے آگاہ کیا۔

ھندوستان اور برما کے اہلِ بہآء خاص طور پر آپ کی بے غرضانہ خدمات کے مرہون ہیں۔ آپ نے اپنی زمینی زندگی کے آخری

سال ان کے درمیان بسر کئے اور اپنی درخشاں زندگی سے انھیں خدمتِ امر اللہ کے طریقے سکھائے، انھیں یہ جانگداز خبر سُن کر رنج و صدمہ ہوگا کیونکہ محترمہ سارے ہندوستان و برما کے احبائے الٰہی و اماء الرحمٰن کے دلوں کو جیت چکی تھیں مگر ان کو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مارتھا روٹ اب مادی جسم کی بندشوں سے آزاد ہے اور ملاء اعلیٰ کے ساتھ شریک ہوکر پہلے سے بھی زیادہ امر اللہ کی خدمت میں مشغول ہے اور کون سی روح اس شاندار تعریف سے بڑھ کر جو ہمارے محبوب حضرت ولی امر اللہ نے آپ کی ہے زیادہ تمنا کریگی آپ فرماتے ہیں:

"ورقۂ زکیہ مبلّغۂ شہیر، آیتِ انقطاع، مشعل حبّ و داد —— اور مثال شجاعت وفا اہل بہآء کی آنکھوں کی ٹھنڈک (مارتھا روٹ) خلد کی اعلیٰ چوٹیوں کو صعود فرما گئیں، ملأ اعلیٰ کے رہنے والوں نے یہ کہتے ہوئے اُن کا استقبال کیا خوش آمدید اے فخر مبلّغین و مبلغات مرحبا مرحبا۔ اے تو کہ جس نے پُر جلال آیات کے خدا کی بادشاہت کی طرف اپنے آپ کو منجذب کر کے فنا کر دیا تھا مبارک ہے ہزاروں ہزار مرتبہ تو مبارک ہے کیونکہ تیرا مقام نورانی بلند و اعلیٰ اور امنع ہے سب دوستوں کو اس بات کی تاکید کریں کہ وہ دو پورے ہفتہ تک آپ کے بلند مقام کے اعزاز میں محافل قائم کریں۔

(امضاء مبارک شوقی ربانی)

مارتھا روٹ اپنی بے غرض اور فدا کارانہ خدمت کے سبب اس اعلیٰ مقام پر پہونچ گئیں جو کسی انسانی روح کو نصیب ہو سکتا ہے۔ آپ نے دنیا کو ترک کر دیا تھا اس کے جاہ و جلال سے منہ موڑ لیا تھا، اپنی تمنّاؤں کو قربان کر دیا تھا اور ایک نہایت ہی شاندار زندگی کو نثار کر کے وہ عاجزانہ خدمت اختیار کی تھی جس سے آپ امر اللہ کی خدمت کر سکیں تاکہ حسد و تعصّب کی اس ماری ہوئی دنیا میں آپ ہمیشہ کی خوشی اور امن لا سکیں آپ نے خفّتیں برداشت کیں اور بہت سی تمنّاؤں سے ہاتھ دھویا مگر خدمت امر اللہ کو ہاتھ سے نہ دیا۔ آپ نے چار مرتبہ تمام دنیا کا سفر کیا اور یہ انہی سفروں کی تھکان تھی جس نے آپ کی اس شاندار زندگی کو اچانک ختم کر دیا۔ مارتھا روٹ ہمیں چھوڑ گئیں تاکہ وہ ہماری مدد کریں اور ہمارے لئے راہ ہموار کریں آؤ ہم بھی ان کے نقشِ قدم پر چلیں تاکہ ہم بھی ویسی ہی خدمت کریں جیسا کہ آپ نے کی ہے ان تمام بہانوں کو جو ہمارا نفس ہمارے سامنے لائے دُور پھینک دیں تاکہ ہم اپنے شریف ارادوں میں ناکامیاب نہوں اور مارتھا کی استقامت، عاجزی، حلم خلوص اور وفاداری سے امر اللہ کی خدمت کریں ؛

طابع و ناشر

محفل روحانی ملی بہائیان پاکستان

بہائی ہال ——— کراچی ۵

سنہ ۱۲۰ بدیع

مطبوعہ

مشہور آفسٹ پریس کراچی